جدید ایڈیشن

آدابِ حدیث

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یوکے

.... تفصیلات ....

کتاب کا نام : آدابِ حدیث

افادات : حضرت اقدس مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم

تاریخ : شوّال ۱۴۲۸ھ - اکتوبر ۲۰۰۷ء

مقام : جامعہ ریاض العلوم، اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یو کے

تقریب : درسِ بخاری شریف

تاریخِ اشاعت : رجب المرجّب ۱۴۳۸ھ - اپریل ۲۰۱۷ء

ناشر : دار التزکیہ، لیسٹر، یو کے

ای میل : publications@at-tazkiyah.com

ویب سائٹ : www.at-tazkiyah.com

ملنے کا پتہ

Islāmic Da'wah Academy,
120 Melbourne Road, Leicester
LE2 0DS. UK.
t: +44 (0)116 2625440
e: info@idauk.org

فہرست

آدابِ حدیث

تقریظ: جانشینِ شیخ الاسلام، حضرت اقدس مولانا ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم ۷
تقریظ: حضرت اقدس مولانا ہاشم جوگواڑی صاحب دامت برکاتہم ۹
تقریظ: حضرت مولانا عتیق احمد قاسمی بستوی صاحب دامت برکاتہم ۱۱
رائے گرامی: حضرت مولانا مرغوب احمد لاجپوری صاحب مدّ ظلّہم العالی ۱۴
آدابِ حدیث ۱۵
علم میں کامیابی کا مدار آداب کی رعایت ہے ۱۵
علمِ حدیث کے آداب کے فوائد ۱۶
علمِ حدیث کے باطنی آداب ۱۶
جنّت کی خوشبو سے محروم ۱۷
علمِ حدیث کی اغراض ۱۸
ان فضائل کو حاصل کرنا جو مشتغلین بالحدیث کے لئے وارد ہوئی ہیں ۱۸
خادمینِ حدیث کے چہرے بارونق رہتے ہیں ۱۹
حدیث کا شغل رکھنے والے قیامت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت قریب ہوں گے ۲۰
دورۂ حدیث کے طلبہ سال میں تقریباً چالیس ہزار حدیثیں پڑھتے ہیں ۲۱
حصولِ حدیث کی ایک غرض فہمِ قرآن ہے ۲۱
محبوب کے کلام سے لطف اندوز ہونا ایک مستقل غرض ۲۲
شانِ صحابیت کا پیدا ہو جانا ۲۳
ایک بہت اہم غرض ۲۴
علمِ حدیث کے ظاہری آداب ۲۶
اس علم کی تحصیل میں اپنے تمام وسائل صرف کریں ۲۶

صرف تمنّاؤں اور امنگوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ۲۷
اکتاہٹ اور سستی سے بھی دور رہنا چاہیے ۲۸
استغناء محرومی اور ناکامی کا سبب ہے ۲۹
علم بخیل ہے ۳۰
حضرت مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اہتمامِ درس ۳۰
باوضوء حدیث پڑھیں ۳۲
استطاعت ہو تو خوشبو لگائیں ۳۲
حدیثِ پاک سے پہلے موقوف علیہ علوم پڑھ لیں ۳۲
عبارت صحیح پڑھیں ۳۳
ادب اور عظمت کا اہتمام ۳۴
اپنے استاذ کا نام تعظیم سے لیں ۳۴
استاذ کی تعظیم ۳۵
استاذ کی تعظیم کے متعلّق اسلاف کے ارشادات ۳۶
علم کے آلات کا بھی ادب کریں ۳۷
حاصل شدہ حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے ۳۷
عمل کرنے سے احادیث یاد رہتی ہیں ۳۹
علم کی اشاعت کا جذبہ ہو ۳۹
علم میں بخل کی آزمائش ۴۰
حصولِ علم میں نہ حیا ہو نہ تکبّر ۴۰
اپنے امور میں اپنے اساتذہ سے مشورہ ۴۱
اخلاقِ حمیدہ کا اہتمام کریں ۴۱
اسباق کو قلمبند کرتا رہے ۴۲
آداب پر دوام ضروری ہے ۴۳

آدابِ حدیث ایک نظر میں ۴۶
علمِ حدیث کی اغراض ۴۶
علمِ حدیث کے باطنی آداب ۴۶
علمِ حدیث کے ظاہری آداب ۴۶

مجلسِ اجازتِ حدیث

مدرسہ عربیہ اسلامیہ، آزادول، جنوبی افریقہ

مجلسِ اجازتِ حدیث ۵۱
شیخ عبداللہ بن احمد النّاخبی الیمنی رحمۃ اللہ علیہ ۵۱
اجازت دینے کی غرض ۵۲
شیخ الحدیث حضرت مولانا سیف الرحمن صاحب دامت برکاتہم ۵۳
حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد ۵۴
صرف ایک حدیث کی اجازت ۵۵
حدیث پڑھنے پڑھانے کا اہم مقصد ۵۶
علمِ نافع کی حقیقت ۵۶
اپنے بڑوں کی قدر کرلو ۵۷
بندے کی بخاری شریف کی سند ۵۸
حضرت مولانا اسلام الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۵۹
قابلِ رشک موت ۶۰
بخاری شریف کی دوسری اسانید ۶۰
۱) حضرت مولانا احمد علی صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ کی سند ۶۱
۲) حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سند ۶۳
۳) حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بن مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی سند ۶۴

تلاوتِ حدیث.. ٦٤
دعا.. ٦٥
جامع الکمالات شخصیات، اکابرِ دیوبند سے وابستگی بڑی نعمت ہے.. ٦٧
اسلاف کی اتّباع میں حفاظت ہے.. ٦٧
اسلاف اور اکابر کے حالات اور اقوال کے مطالعہ کی ضرورت وافادیت.. ٦٨
اسلاف کے حالات سے ناواقف رہنے کا ایک بڑا نقصان.. ٦٨
کامیابی کا راز تزکیہ ہے.. ٦٩
طالبِ علموں کے ذہنوں میں ایک وسوسہ.. ٧١
حضرت گنگوہیؒ کے عمل سے احتجاج.. ٧١
ماٰخذ ومراجع.. ٧٣

طلبِ حدیث افضل ترین عمل ہے

امام احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن یوسف فریابی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کوئی عمل ایسا نہیں ہے جو طلبِ حدیث سے زیادہ افضل ہو، بشرطیکہ اس میں نیت صحیح ہو۔ امام احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام فریابی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ نیت سے کیا مراد ہے؟ جواب میں انہوں نے فرمایا کہ تم طلبِ حدیث سے اللہ کی خوشنودی اور آخرت کے طلب گار رہو۔

(حلية الأولياء:٦/٣٦٦)

تقریظ

جانشینِ شیخ الاسلام، حضرت اقدس مولانا ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم

استاذِ حدیث دارالعلوم دیوبند

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

علمِ حدیث اشرف ترین علم ہے۔ دین کا اہم ترین ستون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ والا صفات اس کا موضوع ہے۔ آپ کے اقوال وافعال اور آپ کی صفات اور تقریر کو حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ علم از اوّل تا آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی سے متعلّق ہے، نہ بغیر اس کے کلام اللہ کی تفسیر ممکن ہے اور نہ فقہ کی تدوین ہی ممکن ہے اس لئے علماء اُمّت نے ہر زمانے میں اس کی خدمت اور اس سے وابستگی کو اپنے لئے سعادتِ دارین کا ذریعہ سمجھا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے قرونِ اُولیٰ ہی میں ایسے اصول وضوابط وضع کئے جن سے ہر حدیث کا مقام متعین ہو جائے اور وہ احکامِ شرعیہ جو ان احادیث سے استنباط کئے گئے ہیں ان کی حیثیت کا تعین ہو سکے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کو سلسلۂ نبوّت ہمارے آقا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کرنا تھا اور کسی دوسرے نبی کو قیامت تک پیدا نہیں ہونا تھا جو خلقِ خدا کے لئے چراغِ ہدایت بن سکے اس لئے اس علم کی حفاظت بھی امتیازی انداز میں کی گئی۔ اگر یہ کہا جائے کہ دنیا میں کسی نبی کے اقوال وافعال، صفات وتقریرات کو اس کی اُمّت محفوظ نہ کر سکی اور یہ اہم کام اللہ نے صرف

امتِ محمدیہ ہی سے لیا ہے تاکہ یہ دین تا قیامت محفوظ رہ سکے تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔

مذکورہ بالا تشریح سے علمِ حدیث کی اہمیت اور اس آخری دین کے بقاء کے لئے اس علم کی ضرورت کا ادراک بخوبی ہوتا ہے اس لئے اس علم کے حاصل کرنے والے طلبہ کے لئے جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث بھی ہیں علمِ حدیث کے آداب سے واقف ہونا اور ان کا خیال رکھنا بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ:

با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب

فارسی کا مقولہ مشہور ہے۔ اور اربابِ بصیرت کا مشاہدہ بھی ہے کہ جو شخص جس قدر اس علم سے مخلصانہ شغف رکھتا ہے اور احترام کرتا ہے اسی قدر اس کا روحانی رشتہ اس ذاتِ والا صفات سے مضبوط ہوتا ہے جس کی طرف یہ علم منسوب ہے۔ حضرت مولانا محمد سلیم صاحب دھورات مدّظلّہ کے رفقاء نے ان کی ایک درسی تقریر کو کیسٹ سے قلمبند کر کے آدابِ حدیث کے عنوان سے ایک مختصر اور مفید تر رسالہ کی شکل میں مرتب فرمایا ہے جس کو اس فقیر نے اثناءِ سفر دیکھا اور طلباء کے لئے بالخصوص بہت مفید پایا۔

راقم الحروف دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے اس مبارک عمل کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اس رسالے سے طالبینِ علومِ نبوّت کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کی سعادت عطا فرمائے۔ (آمین)

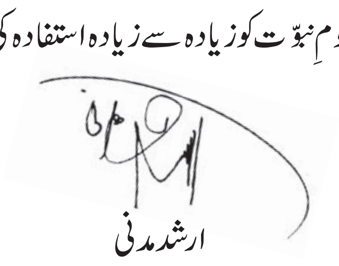

ارشد مدنی

خادم دار العلوم دیوبند

۲۹ ربیع الآخر ۱۴۳۰ھ

تقریظ

حضرت اقدس مولانا ہاشم جوگواڑی صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ حضرت شیخ الحدیث، حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نوّر اللہ مرقدہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

بعد حمد وصلوۃ مولانا محمد سلیم صاحب مدّظلّہ العالی کی یہ تقریر جو آداب پر مشتمل ہے مکمل سنی، اللہ تعالیٰ شانہٗ اس کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ مکمّل تقریر آداب کے بارے میں ہے، اس کو طلبۂ عظام حرزِ جان بنائیں اور اس پر عمل کی پوری سعی فرمائیں، کیونکہ آداب ہی سے علم نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ اخلاق محسنی میں ہے:

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے ادب گشت محروم از فضلِ رب [1]

اس لئے جن آداب کی رہنمائی کی گئی ہے، خواہ وہ اساتذہ کے متعلّق ہوں یا کتاب کے متعلّق ہوں یا محدّثین کے آداب کے متعلّق ہوں، ان سب کی رعایت ضروری ہے۔ طلبۂ کرام ان آداب کو غور وفکر سے پڑھیں اور عمل کی کوشش کریں ورنہ علم کی دولت حاصل نہیں ہو سکے گی۔ اللہ تعالیٰ ان آداب کی رعایت کا جذبہ سب کے قلوب میں پیوست فرمائے۔

---

[1] ہم اللہ تعالیٰ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں، اس لئے کہ بے ادب اللہ کے فضل سے محروم رہتا ہے

ظاہری آداب اور باطنی آداب سب کی رعایت نہایت ضروری ہے۔ مشائخ نے تو پورے تصوف کا خلاصہ آداب ہی کو بتایا ہے، التَّصَوُّفُ كُلُّهٗ آدَابٌ، اس لئے اپنے آپ کو بے ادبی سے بچانا نہایت ضروری ہے ورنہ محرومی ہی محرومی ہے۔

اس رسالے کو اہتمام سے سبقاً سبقاً پڑھنا چاہئے تاکہ ہر جگہ کے آداب کا علم حاصل ہو جن پر عمل سے ظاہری و باطنی کمالات حاصل ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ مجھے بھی ان آداب پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور قارئین کو بھی۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وإِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ۔

ہاشم
۱۹ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

پوری پوری رات احادیث کا مذاکرہ

مشہور عالم ومحدّث وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ رات گئے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں آتے تھے اور دروازے پر کھڑے ہوکر احادیث کا مذاکرہ کرتے تھے، ایک رات دونوں حضرات دروازے پر کھڑے ہو گئے اور احادیث کا سماع کرنے لگے، رات بھر دروازے پر کھڑے کھڑے احادیث کے بارے میں بحث و مذاکرہ کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

(ملخّص من طبقات الشافعية الكبرى: ۲۸/۲)

تقریظ

حضرت مولانا عتیق احمد قاسمی بستوی صاحب دامت برکاتہم

استاذِ حدیث وفقہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَمِيْنِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

اللہ جلّ شانہٗ کا بے انتہاء شکر واحسان ہے کہ آزاد دینی مکاتب، مدارس اور جامعات کا سلسلہ وسیع تر ہوتا جارہا ہے، برِّصغیر (ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش) سے آگے بڑھ کر برطانیہ، ساؤتھ افریقہ، امریکہ، کناڈا وغیرہ میں بھی عالیشان مدارسِ اسلامیہ قائم ہیں جہاں پر برِّصغیر کے بڑے مدارس کی طرح دورۂ حدیث تک کی تعلیم ہورہی ہے۔

مدارس اور طلبۂ مدارس کی تعداد اور حجم میں روز افزوں اضافہ کے ساتھ یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہمارے مدارس میں تعلیم وتربیت کا معیار بہت تیزی سے گر رہا ہے، کمیت میں عروج ہے تو کیفیت میں زوال ہے، لیکن اللہ تعالیٰ شانہٗ کا شکر واحسان ہے کہ مدارس کے بزرگوں اور ذمہ داروں نیز اساتذۂ مدارس میں ''احساس زیاں'' باقی ہے، جہاں بھی جانا ہوتا ہے مدارس کی تعلیم وتربیت کے گرتے معیار پر فکرمندی اور حالات کو بہتر بنانے کا جذبہ پایا جاتا ہے۔

تعلیم وتربیت کے معیار میں زوال کا ایک بڑا سبب مدارس کے طلبہ میں مقصدیت کا فقدان، اخلاصِ نیت سے محرومی اور آدابِ طلبِ علوم سے دوری ہے، ہمارے مدارس میں

اخلاص واختصاص کی نئی روح پھونکنے کی ضرورت ہے اور یہ کام مخلص اور تجربہ کار اساتذہ ہی بہتر طور پر انجام دے سکتے ہیں۔

اس سلسلۂ زریں کی ایک اہم کڑی حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم کی زیرِ نظر تحریر **"آدابِ حدیث"** ہے، جس میں انہوں نے اسلامی علوم خصوصاً علمِ حدیث سیکھنے کے باطنی اور ظاہری آداب کو بڑے سادہ وشستہ اور مؤثر پیرایۂ بیان میں پیش کیا ہے، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا موصوف کی عمر وصحت میں برکت عطا فرمائے اور تعلیم وتربیت، مردم گری اور افراد سازی کا کام ان سے اور ان کے رفقاء سے خوب خوب لیتا رہے۔

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات دامت برکاتہم برطانیہ کے ان معدودے چند علماء میں سے ہیں جنہیں اللہ جلّ شانہٗ نے دین ودعوت کی متنوّع خدمات کی توفیق عطا فرمائی ہے اور ان کے کاموں میں خوب برکت دی ہے۔ برطانیہ کے مشہور شہر لیسٹر میں **"اسلامک دعوہ اکیڈمی"** قائم کر کے نئی نسل کی تربیت اور نوجوانوں میں دینی ماحول کے فروغ اور انہیں اسلامی سانچے میں ڈھالنے کا جو عظیم کام شروع فرمایا تھا اس نے سایہ دار تناور درخت کی صورت اختیار کر لی ہے۔ دعوہ اکیڈمی کے تحت قائم مدرسہ **"ریاض العلوم"** فی الحقیقت **"ریاض الصالحین"** (صالحین کا باغ) نظر آتا ہے، اس مدرسہ میں متعدد بار حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اور طلبہ وطالبات سے خطاب کرنے کا موقع ملا، مدرسہ اور اکیڈمی کا نورانی وایمانی ماحول دیکھ کر دل بہت مسرور ہوا اور بڑی امیدیں قائم ہوئیں۔ اللہ جلّ شانہٗ ان شاء اللہ اس مدرسہ کے فارغین اور اس سے استفادہ کرنے والے بھائیوں اور بہنوں سے پورے مغرب (یورپ وامریکہ) میں دین کی تعلیم وتدریس اور دعوت کا کام لے گا اور یہ مدرسہ پورے مغرب کے

لئے مینارۂ نور اور دینی اور دعوتی پاور ہاؤس ثابت ہوگا۔

زیرِ نظر تحریر ''**آدابِ حدیث**'' حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم کا وہ خطاب ہے جو انھوں نے مدرسہ ریاض العلوم کے حدیث کے طلبہ کے سامنے آغازِ درس میں کیا ہے، یہ خطاب ''دریا بہ کوزہ'' کا مصداق ہے، ان شاء اللہ ''**آدابِ حدیث**'' کے مطالعہ سے دینی مدارس کے طلبہ و طالبات میں مقصدیت، صحیح جذبہ و روح پیدا ہوگی اور ان آداب پر عمل کرنے سے طلبہ کا تعلیمی اور تربیتی معیار بلند ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتابچہ کو قبول فرمائے اور طلبہ و طالباتِ علومِ دینیہ نیز تمام ناظرین کے لئے خوب نافع بنائے۔

عتیق احمد قاسمی
وارد حال مسجد حرا ڈیوزبری برطانیہ
۱۸ جون ۲۰۰۹ء

ایک حدیث کا ناغہ ہونا

فقیہ الاُمّت حضرت مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں جب دیوبند میں پڑھتا تھا تو مجھے معلوم ہوا کہ شیخ کی طبیعت خراب ہے، میں نے خط لکھا کہ معلوم ہوا کہ آپ کی طبیعت ناساز ہے، جی چاہتا ہے کہ آکر دیکھ لوں، صرف ایک سبق کا حرج ہوگا۔ تو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ سبق کا حرج تو بہت ہے، صرف ایک حدیث کا بھی استاذ کی نظروں سے چھوٹ جانا میرے نزدیک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔

(ملفوظاتِ فقیہ الاُمّت: ۱۹۵/۲)

رائے گرامی

حضرت مولانا مرغوب احمد لاجپوری صاحب مدّ ظلّہم العالی

مؤلفِ تالیفاتِ مفیدہ وکثیرہ ومحشّی مرغوب الفتاویٰ

باسمہ تعالیٰ

تعمیلِ حکم میں رسالے کو بغور ایک ہی مجلس میں پڑھا، ماشاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بہت ہی جامع خطاب ہوگیا، مجھے امید ہے کہ اس رسالے سے طلبہ ہی نہیں، دار العلوم کے اساتذۂ کرام بھی استفادہ فرمائیں گے۔

آپ نے تو ایک ہی وعظ میں وہ آداب واصول اور طالبینِ علم حدیث کے لئے فضائل وغیرہ باتوں کا اتنا ذخیرہ بیان فرمادیا کہ سینکڑوں کتابوں سے مستغنی کردیا۔

دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رسالے کو نافع ومفید بنائے اور آپ کے لئے صدقۂ جاریہ ہو۔ (آمین)

والسلام

مرغوب احمد لاجپوری

مقیم ڈیوزبری، برطانیہ

آدابِ حدیث

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِیَاءِ، وَعَلٰی آلِہِ الْأَصْفِیَاءِ وَأَصْحَابِہِ الْأَتْقِیَاءِ، أَمَّا بَعْدُ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُھُمُ الرَّحْمٰنُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی، اِرْحَمُوْا مَنْ فِيْ الْأَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِيْ السَّمَاءِ.[1]

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ، وَیَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ، وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِنْ لِسَانِيْ یَفْقَھُوْا قَوْلِيْ، سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّکَ أَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ، اَللّٰھُمَّ انْفَعْنَا بِمَا عَلَّمْتَنَا وَعَلِّمْنَا مَا یَنْفَعُنَا، إِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِيِّ، یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا، اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَأَتْبَاعِہٖ وَأَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ.

علم میں کامیابی کا مدار آداب کی رعایت ہے

کوئی بھی کام جب اس کے اصول اور آداب کے ساتھ کیا جائے تو اس میں کما حقّہٗ کامیابی حاصل ہوتی ہے، اور اگر آداب اور اصول میں کوتاہی کی جاتی ہے تو پھر کسی نہ کسی درجے میں ناکامی ضرور ہوتی ہے، آپ علمِ نبوّت حاصل کرنا چاہتے ہیں، اس کے بھی اصول اور آداب ہیں، آپ کو چاہئے کہ انہیں خوب ذہن نشین کرلیں اور ان کی پوری پابندی کریں

[1] سنن الترمذي، کتاب البرّ والصلۃ عن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم، باب ما جاء في رحمۃ الناس، ح(۱۸۴۷)، سنن أبي داود، باب في الرحمۃ، ح(۴۲۹۰)

تاکہ اس پر جو متعدّد فوائد مرتّب ہوتے ہیں وہ آپ کو حاصل ہوں۔

علمِ حدیث کے آداب کے فوائد

علمِ حدیث کے آداب کی پابندی کرنے والے طالبِ علم کو چار فوائد حاصل ہوں گے:

۱) نصرتِ خداوندی حاصل ہوگی، اور طلبِ علم میں یہ بہت بڑی چیز ہے۔

۲) حصولِ علم میں کامیابی حاصل ہوگی۔

۳) آپ پر اس علم کا رنگ چڑھے گا جس کے اثرات نمایاں طور پر نظر آئیں گے۔

۴) اللہ تعالیٰ آپ کو دوسروں پر رنگ چڑھانے کی توفیق عطا فرمائیں گے۔

ان تمہیدی کلمات سے آپ حضرات کو یہ سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ یہ آداب اور یہ اصول کتنے اہم ہیں، ان اصول اور آداب میں سے کچھ تو باطنی ہیں اور کچھ ظاہری۔

علمِ حدیث کے باطنی آداب

باطنی آداب کل تین ہیں:

۱) اس علم کی دلوں میں عظمت ہو، یہ استحضار رہے کہ جس علم کے حصول میں ہم مشغول ہیں یہ اللہ جلَّ جلالُہ وعمَّ نوالُہ کی طرف سے آیا ہوا علم ہے، اس کا سرچشمہ اللہ جلَّ جلالُہ وعمَّ نوالُہ ہیں، یہ ہمارے محبوب پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اقوال اور افعال پر مشتمل ہے، اور یہ ایسا علم ہے کہ دنیا کا دوسرا کوئی علم اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

۲) اس علم سے محبت ہو، آں حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہمارے محبوب ہیں اور محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے، محبوب کی ہر نقل وحرکت محبوب ہوتی ہے، محبوب کا قول بھی محبوب، محبوب کا

فعل بھی محبوب، محبوب کی تقریر بھی محبوب، محبوب کی تحریر بھی محبوب، تو یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اقوال ہیں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے افعال ہیں، ان سے محبت ہونی چاہئے۔

۳) تصحیحِ نیت کا اہتمام ہو اور تصحیحِ نیت کے ساتھ ساتھ برابر اس کی تجدید، یہ علم چونکہ علومِ آخرت میں سے ہے اس لئے مقصود صرف آخرت کا نفع ہونا چاہئے، احکامِ الٰہی کی پیروی اور لوگوں کو اس کی طرف لانے کی نیت ہونی چاہئے، حصولِ دنیا، حصولِ مال و جاہ مقصود نہیں ہونا چاہئے۔

جنّت کی خوشبو سے محروم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهٗ إِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[1]

جو شخص ایسے علم کو جو صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے حاصل کیا جاتا ہے صرف اس لئے پڑھتا ہے کہ اس کے ذریعے دنیا کمائے تو ایسا شخص قیامت کے دن جنّت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

علمِ قرآن، علمِ حدیث، علمِ فقہ اور علمِ نبوّت کو صرف حصولِ رضاءِ الٰہی کے لئے پڑھنا چاہئے تھا مگر پڑھنے والا حصولِ دنیا کی غرض سے یعنی دنیا کے مال و متاع کے لئے، واہ واہ کے لئے اور جاہ کے لئے پڑھتا ہے، تو اس نے اس مبارک علم کی بڑی ناقدری کی، حاصل کرنا چاہئے تھا اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے اور حاصل کر رہا ہے اس حقیر دنیا کی خاطر، تو علم کی اس

[1] سنن أبي داؤد، كتاب العلم، باب في طلب العلم لغير الله تعالى، ح(۳٦٦٤)

ناقدری کی وجہ سے ایسے شخص کو قیامت کے دن جنّت کی خوشبو بھی حاصل نہیں ہوگی، مطلب یہ ہے کہ جنّت میں داخلہ تو بہت دور کی بات ہے، اسے جنّت کے قریب بھی نہیں آنے دیا جائے گا بلکہ بہت دور رکھا جائے گا۔

علمِ حدیث کی اغراض

عرض کرنے کا منشا یہ ہے کہ نیت صحیح ہو اور نیت کو صحیح کر لینے کے بعد دورانِ سال بھی نیت کی برابر نگرانی رہے اور ہر وقت یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس علم کا تعلّق آخرت سے ہے، لہٰذا مقصد صرف آخرت کا نفع ہونا چاہیے، آپ حضرات کو اللہ تعالیٰ نے علمِ حدیث پڑھنے کی سعادت سے نوازا ہے، اس پر جتنا شکر ادا کریں کم ہے، حضراتِ علماءِ کرام نے اس علم کو پڑھنے کی مختلف اغراض بیان کی ہیں، اگر وہ مستحضر رہیں تو نیت کی تصحیح کا کام آسان ہو جائے گا، یہ کل پانچ اغراض ہیں:

ان فضائل کو حاصل کرنا جو مشتغلین بالحدیث کے لئے وارد ہوئی ہیں

۱) سب سے پہلی غرض یہ ہے کہ ہم اس علم کو ان فضیلتوں کو حاصل کرنے کے لئے پڑھ رہے ہیں جو احادیثِ شریفہ میں اس علم کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں۔

چنانچہ آپ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے:

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا فَأَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا[1]

اللہ تعالیٰ سر سبز و شاداب رکھے اس شخص کو جس نے میری بات کو سنا پھر اسے محفوظ کیا اور یاد رکھا اور دوسروں تک اسی طرح پہنچایا جس طرح اس نے سنا

---

[1] مُسْنَدُ الْبَزَّار، مُسْنَدُ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، ح(۳۴۱۶)

تھا۔

یہ حدیث دعا بھی ہوسکتی ہے اور خبر بھی، اگر دعا ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سرسبز و شاداب رکھے، خوش وخرم رکھے، تر وتازہ رکھے اس شخص کو جس نے میری بات کو سنا اور اس کو محفوظ کیا اور اسے آگے دوسروں تک پہنچایا، اور اگر خبر ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سرسبز و شاداب رکھے گا، تر وتازہ رکھے گا اور خوش وخرم رکھے گا ایسے شخص کو جو میری بات کو سنتا ہے، اسے محفوظ کرتا ہے اور دوسروں تک پہنچاتا ہے۔[1]

دیکھئے! کتنی بڑی فضیلت ہے! اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا تو خبر دے رہے ہیں کہ میری بات کو پڑھنے والا، محفوظ کرنے والا اور دوسروں تک پہنچانے والا خوش رہے گا اور تر وتازہ رہے گا، یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے شخص کے لئے خوش وخرم رہنے کی دعا فرما رہے ہیں، اگر خبر ہے تب بھی بہت بڑی بات ہے اور دعا ہے تب بھی، آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا مل جانا کتنی بڑی نعمت وسعادت ہے۔

خادمینِ حدیث کے چہرے بارونق رہتے ہیں

اسی وجہ سے حدیث کی خدمت کرنے والوں کے چہرے بارونق ہوتے ہیں، بعض علماء فرماتے ہیں:

مَا مِنْ رَجُلٍ يَطْلُبُ الْحَدِيْثَ إِلَّا كَانَ عَلَى وَجْهِهِ نَضْرَةٌ[2]
جو شخص بھی علمِ حدیث کی طلب میں مشغول رہتا ہے، پڑھتا ہے، پڑھاتا ہے

---

[1] مرقاة المفاتيح: ۴۴۱/۱

[2] أحكام القرآن لابن العربي: ۱۲۸/۴

اس کے چہرے پر ایک خاص قسم کی تروتازگی رہتی ہے۔

تو یہ نیت کرلی جائے کہ علمِ حدیث اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ جو علمِ حدیث میں مشغول رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے تروتازہ رکھتے ہیں، سرسبز وشاداب رکھتے ہیں اور خوش وخرم رکھتے ہیں۔

حدیث کا شغل رکھنے والے قیامت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت قریب ہوں گے

ایک اور فضیلت سنئے! آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

أَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلاَةً[1]

لوگوں میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب قیامت کے دن وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے والے ہیں۔

اس حدیث میں حضراتِ محدّثین کے لئے، مشتغلین بالحدیث کے لئے اور حدیث پڑھنے پڑھانے والوں کے لئے بڑی فضیلت ہے، اسی وجہ سے ابنِ حبّان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں واضح بیان ہے کہ قیامت کے دن لوگوں میں سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب مشتغلین بالحدیث ہوں گے اس لئے کہ اس اُمّت میں کوئی جماعت ان سے زیادہ درود پڑھنے والی نہیں ہے۔[2] یہ حضرات بکثرت اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں، وہ حدیث پڑھتے ہیں، اس کا ترجمہ کرتے ہیں، اس کی تشریح کرتے ہیں اور سننے والے سنتے ہیں، اور اس دوران جب جب بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ گرامی آتا ہے تو سب درود شریف پڑھتے ہیں، پتا نہیں ایک ایک درس میں کتنی مرتبہ درود

---

[1] سنن الترمذی، باب ما جاء في فضل الصّلاة على النّبيّ صلّى اللّٰهُ عليه وسلّم، ح(۴۸۴)

[2] مرقاة المفاتيح: ۹/۳

شریف پڑھتے ہوں گے۔

دورۂ حدیث کے طلبہ سال میں تقریباً چالیس ہزار حدیثیں پڑھتے ہیں

دورۂ حدیث والے طلبہ سال میں تقریباً چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) حدیثیں پڑھتے ہیں اوران چالیس ہزار حدیثوں میں پتا نہیں ایک ایک حدیث میں کتنی مرتبہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ مبارک آتا ہوگا، پھراس حدیث کا ترجمہ، پھراس کی تشریح، تشریح میں مختلف مذاہب کی تائید میں کئی حدیثوں کا بیان، اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرسب سے زیادہ حدیث پڑھنے والے، پڑھانے والے کرتے ہیں، اورظاہر ہے کہ اتنا ہی درودشریف بھی پڑھتے ہیں، لہٰذا اس حدیث میں جوفضیلت بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جوسب سے زیادہ درودشریف پڑھنے والے ہیں، یہ فضیلت بدرجۂ اتم حضراتِ محدّثین کواور مشتغلین بالحدیث کوحاصل ہوگی، تو یہ بھی نیت کرلی جائے کہ ہم احادیث کواس لئے پڑھ رہے ہیں کہ جوبھی اس میں مشغول ہوتا ہے وہ بکثرت درودشریف پڑھتا ہے اور جوبکثرت درودشریف پڑھتا ہے اسے قیامت کے دن قربِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہوگا۔

توسب سے پہلی غرض آپ کی یہ ہونی چاہئے کہ علمِ حدیث کو پڑھنے پڑھانے کے سلسلے میں جوفضیلتیں وارد ہوئی ہیں ان کے حصول کے لئے ہم پڑھ رہے ہیں۔

حصولِ حدیث کی ایک غرض فہمِ قرآن ہے

۲) دوسری غرض فہمِ قرآن اور عمل بالقرآن ہے، قرآنِ مجید شریعت کا مدار ہے مگر یہ مجمل ہے اوراحادیثِ شریفہ اس کی شرح ہیں، ظاہر ہے کہ بغیر شرح کے متن سمجھنا دشوار ہوتا ہے،

لہٰذا ہم حدیثِ پاک کو پڑھ رہے ہیں تاکہ فہمِ قرآن حاصل ہو جو کہ زینہ ہے عمل بالقرآن کا، یہ آپ کی دوسری نیت ہونی چاہئے کہ حدیثِ پاک پڑھنے سے ہمیں فہمِ قرآن حاصل ہوگا اور فہمِ قران کے نتیجے میں عمل بالقرآن بھی ان شاء اللہ نصیب ہوگا، تو فہمِ قرآن اور عمل بالقران کے لئے حدیث پڑھ رہے ہیں۔

محبوب کے کلام سے لطف اندوز ہونا ایک مستقل غرض

۳) ہمارے حضرت قطب الاقطاب شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان دو غرضوں کو بیان کرنے کے بعد ارشاد فرماتے تھے کہ اگر حدیثِ پاک پڑھنے پڑھانے کا کوئی بھی فائدہ نہ ہوتا تب بھی یہی ایک فائدہ کافی ہے کہ یہ ہمارے محبوب کا کلام ہے، اور محبوب کے کلام سے لطف اندوز ہونا خود ایک مستقل غرض ہے۔[1]

مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرَهٗ[2]

جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے، جس کو کسی چیز سے محبت ہو جاتی ہے تو اس چیز کا بکثرت ذکر کرتا ہے۔

صرف ذکرِ محبوب ہی نہیں، بلکہ محبوب سے تعلّق رکھنے والی ہر چیز سے محبت کرتا ہے، اس کے کلام سے، اس کے افعال سے، اس کے کپڑوں سے، اس کی تحریر سے، غرض محبوب سے تعلّق رکھنے والی ہر چیز سے محبت کرتا ہے۔

أَمُرُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلٰى

---

[1] تقریرِ بخاری شریف: ۱/۴۰

[2] مرقاۃ المفاتیح: ۹/۲۱۲

أُقَبِّلُ ذَا الْجِدَارَ وَذَا الْجِدَارَا
وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِيْ
وَلٰكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَا

توحضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اور غرض نہ ہوتی تو یہی غرض کافی ہے کہ یہ ہمارے محبوب کا کلام ہے اور چونکہ محبوب سے محبت ہے اس لئے محبوب کے کلام سے بھی محبت ہے، اس لئے ہم حدیث پڑھ رہے ہیں۔

شانِ صحابیت کا پیدا ہوجانا

۴) ایک اور غرض محدّثین نے یہ لکھی ہے کہ مشتغل بالحدیث میں شانِ صحابیت پیدا ہوجاتی ہے، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرکے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرزِ عمل کو دیکھ کر صحابہ بنے، اور حدیث پڑھنے پڑھانے والے بھی ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرزِ عمل اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے مطالعہ میں رہتے ہیں، جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اٹھنے کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رکوع کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سجدے کو دیکھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاشرت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملات کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ حمیدہ کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسنِ کردار کو دیکھتے تھے، اسی طرح جو مشتغل بالحدیث ہوتا ہے وہ ہر وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرزِ عمل کو دیکھ رہا ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح اٹھتے تھے، کس طرح بیٹھتے تھے، کس طرح سوتے تھے، کس طرح کھاتے تھے، کس طرح لباس پہنتے تھے،

کس طرح نماز پڑھتے تھے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرزِ عمل کو دیکھ کر صحابہ ہوئے اور مشتغل بالحدیث بھی ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرزِ عمل کو پڑھنے میں مشغول رہتا ہے، اس لئے اس میں شانِ صحابیت پیدا ہوجاتی ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک قسم کی مشابہت پیدا ہوجاتی ہے۔

أَهْلُ الْحَدِيْثِ هُمُ أَهْلُ النَّبِيِّ وَإِنْ
لَمْ يَصْحَبُوْا نَفْسَهُ أَنْفَاسَهُ صَحِبُوْا

اسی لئے جب حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا گیا کہ آپ خلوت اور تنہائی میں کافی وقت گزارتے ہیں، تو کیا آپ وحشت محسوس نہیں کرتے؟ تو عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں کیوں وحشت محسوس کروں جب کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ ہوتا ہوں۔[1] آپ کی مراد یہ تھی کہ تنہائی میں کتابوں کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا تذکرہ ہے، تو گویا میں ان کے ساتھ ہوتا ہوں، ٹھیک اسی طرح احادیث کو پڑھنے اور پڑھانے والوں کو بھی گویا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت نصیب ہوتی ہے۔

ایک بہت اہم غرض

۵) علمِ حدیث کی غرض بیان کرتے ہوئے صاحبِ مفتاح السعادۃ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلتَّحَلِّيْ بِالْآدَابِ النَّبَوِيَّةِ وَالتَّخَلِّيْ عَمَّا يَكْرَهُهُ وَيَنْهٰى عَنْهُ[2]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں جو آداب نظر آتے ہیں، جو کردار نظر آتے ہیں، جو

[1] شعب الإيمان: ۲/ ۲۲۸

[2] مفتاح السعادة: ۲/ ۱۱۳

اخلاق نظر آتے ہیں، اس سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا اور جن چیزوں کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناپسند فرماتے ہیں اور جن چیزوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روکتے ہیں، ان سے اپنے آپ کو بچانا۔

یہ بھی ایک غرض ہے اور بہت اہم غرض، علّامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی غرض کو دوسرے الفاظ سے تعبیر کیا ہے:

اَلْفَوْزُ بِسَعَادَةِ الدَّارَيْنِ[1]

دونوں جہان کی سعادت حاصل کر کے کامیاب ہو جانا۔

اس لئے کہ جو شخص اپنے آپ کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے آراستہ کرے گا، اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مزیّن کرے گا، آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن چیزوں کو ناپسند کیا ہے، جن چیزوں سے روکا ہے، ان سے بچے گا، تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا کی بھی سعادت عطا فرمائیں گے، آخرت کی بھی سعادت عطا فرمائیں گے، تو علّامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث پڑھنے کی غرض اَلْفَوْزُ بِسَعَادَةِ الدَّارَيْنِ بتلائی اور اس میں کامیابی کب حاصل ہوگی؟ جب کہ پڑھنے والا اَلتَّحَلِّيْ بِالْآدَابِ النَّبَوِيَّةِ وَالتَّخَلِّيْ عَمَّا يَكْرَهُهٗ وَيَنْهٰى عَنْهُ کا مصداق بنے گا۔

تو تصحیحِ نیت باطنی آداب میں سے تیسرا ادب ہے، نیت کو صحیح کیا جائے اور صحیح رکھا جائے، دل کو فاسد نیتوں سے پاک رکھا جائے اور اچھی نیتوں سے آراستہ کیا جائے، اور جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ علم چونکہ علومِ آخرت میں سے ہے، اس کا تعلّق آخرت سے ہے، اس لئے مقصد بھی صرف آخرت کا نفع ہونا چاہیئے۔

---

[1] شرح الكرماني: ۱/ ۱۲

علمِ حدیث کے ظاہری آداب

اب حصولِ علم کے ظاہری آداب کی طرف آیئے:

۱) سب سے پہلا ادب یہ ہے کہ اپنی پوری قوّت اور تمام وسائل اس علم کی تحصیل کے لئے صرف کریں۔

بِقَدْرِ الْكَدِّ تُكْتَسَبُ الْمَعَالِيْ
وَمَنْ طَلَبَ الْعُلٰى سَهِرَ اللَّيَالِيْ

محنت اور کوشش کے ذریعے بلندیاں حاصل کی جاتی ہیں، جو شخص بلندی کو چاہتا ہے وہ راتوں کو جاگتا ہے۔

اَلْعِلْمُ عِزٌّ لَا ذُلَّ فِيْهِ، لَا يُدْرَكُ إِلَّا بِذُلٍّ لَا عِزَّ فِيْهِ

علم عزّت ہی عزّت ہے، اس میں ذلّت بالکل نہیں، مگر حاصل ہوتا ہے اپنے آپ کو مٹانے سے نہ کہ شان وشوکت کے ساتھ۔

اس علم کی تحصیل میں اپنے تمام وسائل صرف کریں

پوری کوشش ہونی چاہئے کہ یہ علم کماحقّہٗ نصیب ہوجائے اور اس کے ساتھ کامل مناسبت پیدا ہوجائے، اپنی پوری قوّت، ہمّت اور اپنے تمام وسائل اس علم کی تحصیل میں صرف کریں، اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اس مبارک کام میں خرچ کریں، اور اس اعتقاد کے ساتھ کہ میرے اوقات کا سب سے اچھا مصرف یہی ہے۔

اس سلسلے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشاد بہت نافع ہوگا:

إِحْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجَزْ[۱]

جو چیز تجھے نفع پہنچائے اس کی حرص کر، اور اس حرص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کر، اور عاجز اور کمزور بن کر بیٹھا نہ رہ۔

یہ علم بہت ہی نافع چیز ہے، لہٰذا اس میں حریص ہونا چاہئے اور اس کے لئے خوب محنت کرنی چاہئے، مگر صرف اپنی محنت اور کوشش پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ سے مدد بھی طلب کرنی چاہئے، اور عاجز بن کر، کمزور بن کر، ہمّت ہار کر بیٹھے نہیں رہنا چاہئے بلکہ اپنے آپ کو تمام وسائل کے ساتھ اس مبارک کام میں کھپانا چاہئے۔

صرف تمنّاؤں اور امنگوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا

اسی طرح تمنّاؤں اور امنگوں کے سہارے بھی نہیں بیٹھے رہنا چاہئے، بلکہ دُھن اور دھیان کے ساتھ اس علم کی تحصیل میں لگا رہے، اس لئے کہ بغیر محنت کے صرف تمنّاؤں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

لَوْ كَانَ هٰذَا الْعِلْمُ يَحْصُلُ بِالْمُنٰى

مَا كَانَ يَبْقٰى فِيْ الْبَرِيَّةِ جَاهِلُ

اگر یہ علم بلا محنت صرف امیدیں باندھنے سے حاصل ہو جاتا تو اس روئے زمین پر کوئی بھی بے علم نہ رہتا۔

اس لئے کہ ہر شخص کی یہ تمنّا ہوتی ہے کہ کاش کہ میں بھی صاحبِ علم ہوتا، تو اگر تمنّاؤں سے اور امنگوں سے علم حاصل ہو جاتا تو اس روئے زمین پر کوئی بھی بے علم نہ رہتا، جب یہ

---

[۱] صحيح مسلم، كتاب القدر، باب في الأمر بالقوّة وترك الْعجز والإسْتعانة باللّٰه وتفويض المقادير للّٰه، ح(۲٦٦۴)

معلوم ہوگیا کہ نری تمنّا اور امنگ سے کچھ حاصل نہیں ہوگا،

فَاجْهَدْ وَلَا تَكْسَلْ وَلَا تَكُ غَافِلًا

فَنَدَامَةُ الْعُقْبٰى لِمَنْ يَتَكَاسَلُ

تو کوشش ومحنت کر اور سستی سے دور رہ اور غفلت سے باز آ، اس لئے کہ جو سستی کا برتاؤ کرتا ہے اس کے حصّے میں مستقبل اور انجام کی ندامت آتی ہے۔

اکتاہٹ اور سستی سے بھی دور رہنا چاہئے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

لَا يَطْلُبُ هٰذَا الْعِلْمَ مَنْ يَطْلُبُهٗ بِالتَّمَلُّلِ وَغِنَى النَّفْسِ فَيُفْلِحُ[۱]

ایسا شخص کامیاب نہیں ہوگا جو اس علم کو طلب کرے اکتاہٹ اور سستی سے اور مستغنی بن کر۔

طلبہ کو اکتاہٹ سے بہت بچنا چاہئے، خوب ذوق وشوق سے پڑھنا چاہئے، درس میں تکرار کی وجہ سے بھی اکتاہٹ نہیں ہونی چاہئے، یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ یہ بحث جو اس وقت ترمذی شریف میں ہو رہی ہے کل ابو داود شریف میں ہو چکی ہے، اور ابو داود شریف کے استاذ نے جو تقریر کی تھی وہی تقریر ترمذی شریف کے استاذ دہرا رہے ہیں، جو دلائل وہاں بیان ہوئے تھے وہی یہاں بیان ہو رہے ہیں، جو مذاہب وہاں بیان ہوئے تھے وہی یہاں بیان ہو رہے ہیں۔

میرے عزیزو! یہ تکرار فائدے سے خالی نہیں، اللہ جلّ جلالہ وعمّ نوالہ نے ہر استاذ کو

[۱] تدريب الراوي، ص: ۵۸۴

پڑھانے کا الگ سلیقہ دیا ہے، بات وہی ہوتی ہے لیکن بولنے کا انداز الگ، تفہیم کا طریقہ الگ، ترتیب الگ، اللہ جلَّ جلالُہ وعمَّ نوالُہ ہم پر کرم فرماتے ہیں کہ جو چیز ہمیں ایک جگہ سمجھ میں نہیں آئی تھی، وہ دوسری جگہ سمجھ میں آجاتی ہے، یا پہلی جگہ راسخ نہیں ہوئی تھی تو وہ اب ہو جائے گی، مزید یہ کہ ہر جگہ کا نور الگ ہوتا ہے، اور اس طرح الگ الگ قسم کے انوار منتقل ہوتے ہیں، اور بھائی! ہر عقلمند اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ تکرار فائدے سے خالی نہیں، بہرحال نہ تکرار سے اکتانا چاہیئے نہ کسی اور وجہ سے، بلکہ پورے ذوق وشوق سے پڑھنا چاہیئے، اس لئے کہ اکتاہٹ کے ساتھ پڑھنے والا علم سے محروم رہتا ہے۔

استغناء محرومی اور ناکامی کا سبب ہے

اسی طرح وہ شخص بھی ناکام رہتا ہے جو مستغنی بن کر علم کو طلب کرتا ہے، مثلاً پہلے سے کوئی مضمون معلوم ہے اور استاذ اس کو بیان کرتا ہے، تب بھی محتاج بن کر، طالب بن کر، عاجزی کے ساتھ پڑھنا چاہیئے، اگر بے نیاز ہو کر پڑھے گا تو محروم رہے گا، تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> لَا يَطْلُبُ هٰذَا الْعِلْمَ مَنْ يَطْلُبُهُ بِالتَّمَلُّلِ وَغِنَى النَّفْسِ فَيُفْلِحُ،
> وَلٰكِنْ مَنْ طَلَبَهُ بِذِلَّةِ النَّفْسِ وَضِيْقِ الْعَيْشِ وَخِدْمَةِ الْعِلْمِ أَفْلَحَ[1]
>
> جو شخص اکتاہٹ کے ساتھ، تملّل کے ساتھ، سستی کے ساتھ، غنی النفس کے ساتھ، مستغنی بن کر اس علم کو طلب کرتا ہے وہ ناکام رہتا ہے، ہاں! جو شخص اس علم کو طلب کرتا ہے تواضع اور ذلّتِ نفس کے ساتھ، تنگیٔ عیش اور علم کی خدمت کے ساتھ، وہ ضرور کامیاب ہوگا۔

---

[1] تدریب الراوي، ص: ۵۸۴

تکبّر سے بچتا ہے اور تواضع کو اختیار کرتا ہے، اپنے آپ کو مٹاتا ہے اور ہر قسم کی تلخی ترشی برداشت کرلیتا ہے، جو کھانا مل جاتا ہے کھالیتا ہے، جو پینا نصیب ہوجاتا ہے پی لیتا ہے، جو پہننا مل جاتا ہے پہن لیتا ہے، جہاں سونے کو مل گیا وہاں سو گیا، جہاں بیٹھنے کو مل گیا وہاں بیٹھ گیا، اور اپنے اساتذہ، مدرسہ اور طلبہ کی خدمت کرتا ہے، اور حاصل شدہ علم دوسروں تک پہنچاتا ہے، ایسا طالبِ علم امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ضرور کامیاب ہوگا۔

علم بخیل ہے

میرے عزیزو! حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے امام یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے:

لَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجِسْمِ[1]

جسم کی راحت کے ساتھ علم حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

آپ عزمِ مصمّم کرلیجئے کہ اس علم کے لئے ہر قسم کی قربانی دینی ہے، اپنی پوری قوّت اور ہمّت اور اپنے تمام وسائل اس علم کے لئے صرف کردینا ہے، اپنا سارا وقت اسی میں لگانا ہے، اور کسی قسم کی تنگی سے گھبرانا نہیں ہے، جب اس طرح کی قربانی کا فیصلہ کرلوگے تب جاکر علم کا کچھ حصّہ ملے گا۔

الْعِلْمُ لَا يُعْطِيْكَ بَعْضَهٗ حَتّٰى تُعْطِيَهٗ كُلَّكَ

علم تجھے اپنا تھوڑا سا حصّہ اس وقت دے گا جب تو اسے سب کچھ دے دے گا۔

حضرت مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اہتمامِ درس

۲) درس میں حاضری کا خوب اہتمام ہو، کبھی بھی غیر حاضر نہ رہیں، نہ جسمًا نہ ذہنًا؛ جسمًا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ، باب اوقات الصلوات الخمس، ح(۶۱۲)

بھی درس میں حاضر رہنا چاہئے اور ذہناً بھی، یہ نہیں کہ جسم درس گاہ میں ہو اور ذہن اِدھر اُدھر منتشر، اپنے وقت کو اس علم کے لئے سب سے اچھا مصرف سمجھیں، ہمارے حضرت شیخ، حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نوّر اللہ مرقدہ کے والد حضرت مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے درس میں اس قدر پابندی فرمائی کہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میری ایک حدیث بھی نہیں چھوٹی۔[1]

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی حسن احمد میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حدیث پڑھتے تھے، ہم دونوں نے آپس میں یہ طے کر رکھا تھا اور یہ اہتمام کر رکھا تھا کہ کوئی حدیث نہیں چھوٹنی چاہئے اور کوئی حدیث وضوء کے بغیر نہیں ہونی چاہئے، اب دونوں میں سے کسی کو استنجاء کی حاجت ہوتی تھی تو وہ دوسرے کو کہنی مارتا تھا اور اپنی ضرورت کے لئے اٹھ جاتا تھا، دوسرا ساتھی فوراً اشکال کر دیتا تھا اور وہ اتنی دیر میں جلدی جلدی فارغ ہو کر آجاتا تھا اور سبق میں شریک ہو جاتا تھا، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو چند بار ایسا ہونے پر اس کا احساس ہو گیا، ایک دن میرا وہ ساتھی وضوء کے لئے اٹھا تو میں نے اشکال کیا کہ علّامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ تو فتح القدیر میں یہ فرماتے ہیں۔ اس پر میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم تمہارے ابن الہمام سے کہاں لڑتے پھریں گے، جب تک تمہارا ساتھی آجائے ہم سے ایک قصّہ سن لو۔ اس کے بعد والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معمول ہو گیا کہ ہم میں سے کسی کو جب بھی وضوء کی ضرورت پڑتی، تو جب تک وہ وضوء کر کے نہیں آجاتا تھا اس وقت تک کوئی قصّہ سناتے رہتے تھے۔[2]

---

[1] سوانحِ عمری، ص: ۱۵۴

[2] آپ بیتی: ۸۵/۱

تو دیکھو پیارو! کتنا زیادہ اہتمام تھا! ہمیشہ یہ فکر سوار کہ کوئی حدیث چھوٹنے نہ پائے، اور کوئی حدیث بغیر وضوء کے نہ ہو۔

باوضوء حدیث پڑھیں

۳) اس قصّے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ طہارت کا اہتمام یہ بھی ایک مستقل ادب ہے، حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ یہ مستحب سمجھا جاتا ہے کہ احادیث پڑھنے پڑھانے کے لئے آدمی باوضوء ہو کر حاضر ہو۔[۱]

استطاعت ہو تو خوشبو لگائیں

۴) طلبِ علمِ حدیث کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ اگر استطاعت ہو، اگر afford کر سکتا ہو تو خوشبو لگائے، چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ آتا ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے پاس مسئلہ پوچھنے کے لئے آتا تھا تو فوراً جواب دیتے تھے، لیکن اگر حدیث کے لئے کوئی آتا تھا تو آپ غسل فرما کر عمدہ کپڑے پہنتے تھے، سر پر عمامہ باندھتے تھے اور خوشبو لگاتے تھے، اس کے بعد تشریف لاتے تھے اور مسندِ حدیث پر فروکش ہوتے تھے اور پھر پورے وقار کے ساتھ حدیث کو بیان کرتے تھے۔[۲] علمِ حدیث پڑھنے والوں کو اس کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

حدیثِ پاک سے پہلے موقوف علیہ علوم پڑھ لیں

۵) ایک اور ادب یہ ہے کہ حدیث پڑھنے سے پہلے موقوف علیہ علوم پڑھ لیں، نحو پڑھ

---

[۱] الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع: ۱/۴۰۹

[۲] المواهب اللدنیة، ص: ۳۷۷

لیں، صرف پڑھ لیں تا کہ عبارت اور ترجمے میں غلطی نہ ہو، اس لئے کہ عبارت میں اور ترجمے میں غلطی ہوجائے گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف غلط بات منسوب ہوجائے گی، اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف غلط بات منسوب کرنا یہ بہت بڑا گناہ ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتابُ العلم میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ[1]
جو شخص میری طرف کسی ایسی بات کو منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی ہے، تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنّم میں بناتا ہے۔

عبارت صحیح پڑھیں

طلبہ کو حدیث کی قراءت میں بہت زیادہ احتیاط کرنا چاہئے، انہیں موقوف علیہ علوم اچھی طرح پڑھ لینے چاہئے، اس لئے کہ اندیشہ ہے کہ حدیث کی عبارت غلط پڑھنے والا بھی کہیں اس مؤاخذے میں نہ آجائے کیونکہ غلط عبارت پڑھنا بھی مَا لَمْ اَقُلْ کے مرادف ہے، امامُ اللغۃ امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے نحو سے ناواقف طالبِ علم پر سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہوتا ہے کہ وہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کردہ اس وعید میں داخل نہ ہوجائے۔[2] ابتدائی درجات والوں کو نحو وصرف میں بہت زیادہ محنت کرنی چاہئے تا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث پڑھتے ہوئے، ترجمہ کرتے ہوئے، مطلب بیان کرتے ہوئے غلطی واقع نہ ہو، اور یہ بھی یاد رہے کہ قراءتِ حدیث کی سعادت اسی کو نصیب ہوتی ہے جس کی عبارت ٹھیک ہو، اس لئے خوب محنت کریں۔

---

[1] صحيح البخاری، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم، ح(۱۰۹)

[2] عمدة القاري: ۲/۲۱۰

ادب اور عظمت کا اہتمام

۶) ایک اور ادب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آئے، اسی طرح جب رسول اللہ ﷺ، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمّۂ عظام رحمۃ اللہ علیہم کا تذکرہ آئے، تو عظمت کے ساتھ ذکر کریں، اس بات کا بھی خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ تعالیٰ، جلَّ جلالُہ وعمَّ نوالُہ وغیرہ کہا جائے اور رسول اللہ ﷺ کے نام کے ساتھ درود شریف ضرور پڑھا جائے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ عنہ اور تابعین، حضراتِ ائمۂ کرام اور علماءِ اُمّت رحمۃ اللہ علیہم کے ناموں کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہنا مستحب ہے، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے ذکر کے ساتھ صلّی اللہ علیہ وسلّم کہتے ہوئے آواز کو قدرے بلند کرنا بھی مستحب ہے۔[۱] یہ بھی یاد رہے کہ ائمّہ رحمۃ اللہ علیہم میں سے کسی بھی امام کے متعلّق دل میں حقارت کا ادنیٰ وسوسہ بھی نہیں آنا چاہئے، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔

اپنے استاذ کا نام تعظیم سے لیں

۷) اسی طرح اپنے شیخ اور اپنے استاذ کا نام ذکر کرے تو وہ چونکہ آپ کے لئے سب سے پہلا واسطہ اور وسیلہ ہیں، اس لئے ان کی شان کے لائق تعظیمی الفاظ استعمال کریں، حضرت مسروق تابعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد ہیں، وہ جب ان سے روایت کرتے تھے تو یہ الفاظ استعمال کرتے تھے:

حَدَّثَتْنِيْ الصِّدِّيْقَةُ بِنْتُ الصِّدِّيْقِ حَبِيْبَةُ حَبِيْبِ اللّٰهِ الْمُبَرَّأَةُ[۲]

---

[۱] الأذكار، ص: ۱۱۷

[۲] مسند أحمد، ح(۲۶۰۸۶)

مجھ سے بیان کیا صدّیق کی بیٹی صدّیقہ نے، جو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکباز محبوبہ ہیں۔

یہ تھی تعظیم اپنی استانی حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کی۔

اسی طرح امام ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاذ، عوف بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کرتے ہوئے اپنے استاذ کا اس طرح ذکر کیا ہے:

حَدَّثَنِيْ الْحَبِيْبُ الْأَمِيْنُ عَوْفُ ابْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ[1]

مجھ سے میرے محبوب امانت دار استاذ، عوف بن مالک الاشجعی نے بیان کیا ہے۔

استاذ کی تعظیم

۸) ایک اور ادب یہ ہے کہ اپنے استاذ کی تعظیم ہو، اور تعظیم کا مرکز دل ہے اس لئے استاذ کی اپنے دل میں بہت زیادہ عظمت ہونی چاہئے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَداً أَوْقَرَ لِلْمُحَدِّثِيْنَ مِنْ يَحْيَى بْنِ مَعِيْنٍ[2]

میں نے یحییٰ بن معین سے زیادہ محدّثین کا احترام کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے زمانے میں اساتذہ کی تعظیم جیسی ہونی چاہئے نہیں رہی، اگر کسی جگہ ہے تو ظاہری، یاد رکھو! استاذ کی تعظیم دراصل علم کی تعظیم ہے، استاذ اگر علمِ

---

[1] السنن الکبریٰ للنسائي، ح(۷۷۳۵)

[2] تدریب الراوي، ص: ۵۸۹

قرآن پڑھا رہا ہے تو استاذ کی تعظیم، یہ قرآن کی تعظیم ہے، اور استاذ اگر حدیث پڑھا رہا ہے تو استاذ کی تعظیم، یہ حدیث کی تعظیم ہے۔

استاذ کی تعظیم کے متعلّق اسلاف کے ارشادات

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے:

تَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَعَلَّمُوْنَ مِنْهُ[1]

تم تواضع اختیار کرو اس شخص کے سامنے جس سے تم علم حاصل کر رہے ہو۔

اور محدّث مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

كُنَّا نَهَابُ إِبْرَاهِيْمَ هَيْبَةَ الْأَمِيْرِ[2]

ہم اپنے استاذ ابراہیم سے اسی طرح ڈرا کرتے تھے جس طرح رعیت اپنے امیر اور حاکم سے ڈرتی ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

أَنَا عَبْدُ مَنْ عَلَّمَنِيْ حَرْفاً، إِنْ شَاءَ بَاعَ وَإِنْ شَاءَ أَعْتَقَ[3]

میں اس شخص کا غلام ہوں جس نے مجھے ایک حرف سکھا دیا، اگر چاہے تو مجھے بیچ دے اور اگر چاہے تو مجھے آزاد کر دے۔

اور ابو عبید قاسم بن سلّام رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

---

[1] تدريب الراوي، ص: ۵۸۹

[2] سنن الدارمي، ح ۴۲۲

[3] السعاية في كشف ما في شرح الوقاية: ۸/۱

مَا دَقَقْتُ عَلٰى مُحَدِّثٍ بَابَهُ قَطُّ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ (الحُجُرات:۴۹)[1]

جب جب بھی میں کسی محدّث کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے گیا تو میں نے کبھی بھی ان کے دروازے کو نہیں کھٹکھٹایا، (بلکہ میں نے ہمیشہ اس بات کا انتظار کیا کہ وہ خود اپنے گھر سے باہر نکلیں) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ شانُہٗ ارشاد فرماتے ہیں: اور اگر یہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود باہر ان کے پاس آجاتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا۔

استاذ کی تعظیم کا یہ بھی تقاضا ہے کہ جو کتاب جس استاذ سے پڑھی جا رہی ہے، اس میں اپنے اس استاذ کو اپنے لئے سب سے زیادہ انفع سمجھیں۔

علم کے آلات کا بھی ادب کریں

۹) ایک اور ادب یہ ہے کہ تحصیلِ علم کے جتنے بھی آلات ہیں، تحصیلِ علم کے جتنے بھی وسائل ہیں، ان سب کا خیال رکھیں اور ادب کریں، ٹپائی کے ساتھ، قلم کے ساتھ، اوراق اور کاپیوں کے ساتھ، کتابوں کے ساتھ، اساتذہ کے ساتھ، درس گاہ کے ساتھ، اپنے ساتھیوں کے ساتھ، مدرسے کے ساتھ ادب کا معاملہ کریں، شرکاءِ درس کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ بھی کرنا چاہئے جس کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ ہم سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

حاصل شدہ حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے

۱۰) ایک اور اہم بات یہ ہے کہ وہ احادیث جن کا تعلّق عبادات اور اعمال سے ہیں،

---

[1] تدريب الراوي، ص: ۵۹۰

ان پر عمل کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ حدیث کی زکوٰۃ ہے، چنانچہ حضرت بشرِ حافی رحمۃ اللہ علیہ یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

يَا أَصْحَابَ الْحَدِيْثِ، أَدُّوْا زَكٰوةَ الْحَدِيْثِ
اے مشتغلین بالحدیث! تم حدیث کی زکوٰۃ ادا کرو۔

اب حدیث کی زکوۃ کس طرح ادا کریں؟ آگے فرماتے ہیں:

إِعْمَلُوْا مِنْ كُلِّ مِأَتَيْ حَدِيْثٍ بِخَمْسَةِ أَحَادِيْثَ[1]
ہر دوسو حدیثوں میں سے کم از کم پانچ احادیث پر عمل کرلیا کرو۔

تو عبادات اور اعمال والی جو احادیث ہیں ان پر عمل کی خوب کوشش کرنی چاہئے، ہمارے اسلاف کو دیکھئے! حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

مَا كَتَبْتُ حَدِيْثاً إِلَّا وَقَدْ عَمِلْتُ بِهٖ
میں نے کوئی حدیث ایسی نہیں لکھی جس پر میں نے عمل نہ کیا ہو۔

اور آگے فرماتے ہیں:

حَتّٰى مَرَّ بِيْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَأَعْطٰى أَبَا طَيْبَةَ دِيْنَاراً، فَاحْتَجَمْتُ وَأَعْطَيْتُ الْحَجَّامَ دِيْنَاراً[2]
جب اس حدیث پر میرا گزر ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پچھنا لگوایا اور ابو طیبہ (پچھنا لگانے والے) کو ایک دینار دیا، تو میں نے بھی پچھنا لگوایا اور پچھنا لگانے والے کو ایک دینار دیا۔

---

[1] تدریب الراوي، ص: ۵۸۸

[2] تدریب الراوي، ص: ۵۸۸

عمل کرنے سے احادیث یاد رہتی ہیں

ابراہیم بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

كُنَّا نَسْتَعِيْنُ عَلٰى حِفْظِ الْحَدِيْثِ بِالْعَمَلِ بِهٖ[1]
ہم حدیثوں کو یاد کرنے میں عمل کے ذریعے مدد حاصل کرتے تھے۔

جو شخص حدیث پر عمل کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ عمل کی وجہ سے وہ حدیث یاد ہوگی اور یاد رہے گی، مثلاً آپ نے مسجد میں داخل ہونے کے سلسلے میں پڑھا کہ پہلے دایاں قدم رکھے، پھر بسم اللہ پڑھے، پھر درود شریف پڑھے اور پھر أَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ پڑھے۔

ظاہر ہے کہ ان سنتوں پر عمل کرنے والے سے مسجد میں داخل ہونے کی سنتوں کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ اپنے عمل پر غور کر کے تمام سنتیں فرفر بتلا دے گا، پہلے دایاں قدم رکھنا، پھر بسم اللہ پڑھنا، پھر درود وسلام پڑھنا، اور اس کے بعد أَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ پڑھنا، عمل نہ کرنے والا ان سنتوں کو بھول جائے گا اور بتلانے میں ناکام رہے گا۔

اسی وجہ سے امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَحْفَظَ الْحَدِيْثَ فَاعْمَلْ بِهٖ[2]
اگر تیری یہ چاہت ہے کہ تو حدیث کو یاد رکھے تو اس پر عمل کر۔

علم کی اشاعت کا جذبہ ہو

۱۱) ایک اور اہم ادب یہ ہے کہ حاصل شدہ علم کو لوگوں تک پہنچانے کا جذبہ بھی رکھیں،

---

[1] تدريب الراوي، ص: ۵۸۸

[2] تدريب الراوي، ص: ۵۸۸

ہر وقت یہ خیال رہنا چاہئے کہ جس علم کو میں حاصل کر رہا ہوں، یہ علم مجھے دوسروں تک بھی پہنچانا ہے، اور اس کی ابتداء اپنے طالبِ علم ساتھیوں سے کرنی چاہئے، جب بھی کوئی ساتھی تکرار کے لئے آئے، کوئی چیز پوچھنے کے لئے آئے تو اسے بتلا دیا جائے، جب گھر جائیں تو گھر میں بھی ان کے حال کے مناسب باتیں بتلائیں، بستی میں بھی کوئی دین کی بات پوچھے یا دین کی بات کرنے کا موقع ملے تو اپنے اساتذہ سے مشورہ کر کے عمل کرے۔

علم میں بخل کی آزمائش

جو شخص علم میں بخل کرتا ہے، جہاں جو بات بتلانی چاہئے وہاں نہیں بتلاتا، یا کسی کے پوچھنے پر مدد نہیں کرتا، یہ علم کے ضائع ہونے کی نشانی ہے، ایسے شخص کا علم نافع نہیں ہوگا، عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ بَخِلَ بِالْعِلْمِ أُبْتُلِيَ بِثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ يَمُوْتَ فَيَذْهَبَ عِلْمُهٗ أَوْ يَنْسَاهُ أَوْ يَتْبَعَ سُلْطَاناً[1]

جو شخص علم میں بخل کرتا ہے وہ تین میں سے کسی ایک آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا؛ یا تو وہ جلد مر جائے گا اور اس کے علم سے لوگوں کو نفع نہیں ہوگا، یا یہ کہ وہ علم کو بھول جائے گا یا کسی بادشاہ، حاکم یا دنیادار کے پیچھے لگ جائے گا (اور دنیا میں پڑ جائے گا)۔

حصولِ علم میں نہ حیا ہو نہ تکبّر

۱۲) ایک اور ادب علم کا یہ بھی ذہن میں رہنا چاہئے کہ نہ حیا ہو نہ تکبّر، کبھی کبھی حیا کی وجہ

[1] الجامع لأخلاق الراوي: ۱/۳۲۴

سے آدمی پوچھتا نہیں، اور کبھی تکبّر کی وجہ سے نہیں پوچھتا، بعض دفعہ سوال سے حیا مانع ہوتی ہے، خیال آتا ہے کہ میں اگر سوال کروں گا تو سب کے سامنے شرمندگی ہوگی یا حضرت استاذ اس وقت مشغول ہیں، ان کو خلل ہوگا، اور کبھی تکبّر مانع ہوتا ہے کہ میں اگر یہ سوال کروں گا تو لوگوں کی نظروں میں گر جاؤں گا کہ اسے اتنا بھی علم نہیں، امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَا يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْيٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٌ[1]

علم حاصل کرنے میں حیا کرنے والا اور متکبّر کامیاب نہیں ہوتے۔

اپنے امور میں اپنے اساتذہ سے مشورہ

۱۳) ایک ادب یہ ہے کہ اپنے امور میں، خصوصاً دینی اور علمی امور میں اپنے اساتذہ یا کسی ایک سے مشورہ کرلیا کریں، اس سے علم میں بہت برکت حاصل ہوتی ہے اور اس سے آدمی صحیح سمت پر رہتا ہے، ایسے افراد کو اللہ تعالیٰ قبولیت عطا فرماتے ہیں اور ان سے دین کا خوب کام لیتے ہیں۔

اخلاقِ حمیدہ کا اہتمام کریں

۱۴) ایک اور ادب یہ ہے کہ اخلاقِ حمیدہ کا بہت زیادہ اہتمام کریں، اس کی کوشش کریں کہ اپنا کردار بلند ہو، اعلیٰ درجے کی شرافت ہو، اخلاقِ فاضلہ سے آراستہ ہو، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ امام ابوعاصم النبیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَنْ طَلَبَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَدْ طَلَبَ أَعْلٰى أُمُوْرِ الدِّيْنِ فَيَجِبُ أَنْ

---

[1] صحيح البخاري، باب الحياء في العلم

يَكُوْنَ خَيْرَ النَّاسِ[1]

جو شخص طلبِ حدیث میں مشغول رہتا ہے وہ دین کی بہت اونچی چیز کا طالب ہے، (اور جب بہت اونچی چیز کا طالب ہے) تو اس پر ضروری ہے کہ وہ خَيْرُ النَّاسِ، بہترین انسان بن کر رہے۔

اسباق کو قلمبند کرتا رہے

۱۵) ایک اور ادب جو عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جس علم کو آپ پڑھ رہے ہیں اسے قلمبند کر لینا چاہیے اس لئے کہ قلمبند کر لینے سے علم ایک حد تک محفوظ ہو جاتا ہے۔

مَا كُتِبَ قَرَّ وَمَا لَمْ يُكْتَبْ فَرَّ

جو چیز لکھ لی جاتی ہے وہ محفوظ ہو جاتی ہے ورنہ رخصت ہو جاتی ہے۔

اَلْعِلْمُ صَيْدٌ وَالْكِتَابَةُ قَيْدُهُ، قَيِّدْ صُيُوْدَكَ بِالْحِبَالِ الْوَاثِقَةْ

علم ایک کھلا شکار ہے اور اس کو لکھ لینا اس کے لئے زنجیر ہے جو اسے مقید کر لیتی ہے، بس تو اپنے شکار کو مضبوط رسیوں سے مقید کر لے۔

اور لکھتے ہوئے انتخاب سے پرہیز کرنا چاہیے، استاذ کی بیان کی ہوئی ہر بات کو قلمبند کر لینا چاہیے، امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صَاحِبُ الْإِنْتِخَابِ يَنْدَمُ[2]

جو انتخاب کرتا ہے اسے بعد میں ندامت ہوتی ہے۔

بسا اوقات کوئی بات بڑی کام کی ہوتی ہے مگر اسے معمولی سمجھ کر رہنے دیا گیا، بعد میں

---

[1] تدريب الراوي، ص: ۵۸۴

[2] الجامع لأخلاق الراوي: ۱۸۷/۲

ضرورت پر تلاش کیا مگر نہیں ملی، اب پریشانی ہورہی ہے اور افسوس بھی، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ خود اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں:

مَا انْتَخَبْتُ عَلٰى عَالِمٍ قَطُّ إِلَّا نَدِمْتُ[1]

جب جب بھی میں نے کسی عالم کے پاس بیٹھ کر اس کی بیان کردہ چیزوں میں سے انتخاب کیا کہ کچھ لکھ لیا، کچھ چھوڑا تو مجھے ہمیشہ ندامت ہوئی (کہ اگر پوری بات لکھ لیتا تو آج کام آتی)۔

اسی لئے ابوحاتم الرّازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إِذَا كَتَبْتَ فَقَمِّشْ، وَإِذَا حَدَّثْتَ فَفَتِّشْ[2]

جب تو لکھے تو سب کچھ سمیٹ لے، اور جب تو بیان کرنے لگے تو اچھی طرح جانچ پڑتال کر کے جو محقّق چیزیں ہیں انہی کو بیان کر۔

یہ چند آداب ہیں جو آپ کی خدمت میں عرض کئے گئے، اللہ تعالیٰ مجھے بھی عمل کی توفیق عطا فرمائیں اور آپ سب طلبہ اور طالبات کو بھی۔ (آمین)

آداب پر دوام ضروری ہے

عزیز طلبہ! یہ آداب صرف سننے کے لئے نہیں ہیں، یہ آداب یاد رکھ کر عمل کرنے کے لئے ہیں اور صرف دورۂ حدیث والوں کے لئے نہیں ہیں، بلکہ تمام طالبینِ علم کے لئے ہیں، اسی طرح یہ آداب اور اصول پوری زندگی کے لئے ہونے چاہئے، شروع سال میں آداب پر عمل کا جذبہ رہتا ہے، بعد میں آہستہ آہستہ سرد پڑ جاتا ہے، ایسا نہ ہو، پورا سال اور پوری

---

[1] الجامع لأخلاق الراوي: ۲/۱۵۶

[2] الجامع لأخلاق الراوي: ۲/۱۵۶

زندگی آداب کے ساتھ گزارنی چاہئے۔

آپ حضرات کی خدمت میں پہلے بھی کسی وقت عرض کیا تھا ہے کہ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک رات اسہال کی تکلیف ہوئی، مطالعہ کے دوران قضاءِ حاجت کے لئے سترہ (۱۷) مرتبہ جانے کی ضرورت پیش آئی، کتنا ضعف آیا ہوگا! مگر اس کے باوجود ہر مرتبہ فارغ ہو کر طلبِ علم میں مشغول ہو گئے، علم کے ایسے حریص تھے کہ ضعف کے باوجود بھی علمی مشغلے کو نہ چھوڑ سکے، اور ہر مرتبہ وضوء بھی فرمایا، وضوء کے بغیر کتابوں کو ہاتھ نہیں لگایا۔[۱] یہ اسی ادب کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کو وہ مقام عطا فرمایا کہ دنیا حیران ہے، بادشاہِ وقت نے نصیحتوں سے ناراض ہو کر انہیں کنویں میں قید کر دیا، طلبہ وقتِ مقررّہ پر کنویں کے اردگرد جمع ہو جاتے تھے اور آپ کنویں کے اندر سے پڑھاتے تھے، کتابیں وغیرہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا، مگر جو کچھ انہوں نے اس کنویں کی قید میں رہتے ہوئے اپنے شاگردوں کو املاء کرایا وہ تیس جلدوں پر مشتمل ایک کتاب بن گئی، یہ علّامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی وہی شہرۂ آفاق کتاب ہے جسے مبسوط کہا جاتا ہے، یہ وسعتِ علم اور قوّتِ حافظہ ادب ہی کا نتیجہ ہے۔[۲]

میرے عزیزو! علم ادب سے آتا ہے، جو ادب کا اہتمام کرتا ہے اسے علم حاصل ہوتا ہے۔

مَنْ لَا أَدَبَ لَهٗ لَا عِلْمَ لَهٗ

با ادب با نصیب، بے ادب بے نصیب

أَدِّبُوْا النَّفْسَ أَيُّهَا الْأَحْبَابُ
طُرُقُ الْعِشْقِ كُلُّهَا آدَابُ

---

[۱] معالم إرشادية، ص: ۲۴۳

[۲] معالم إرشادية، ص: ۹۳

طلبِ علم بھی عشق ہی کا راستہ ہے کہ ہم اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ تک پہنچنا چاہتے ہیں اور اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں، اور بغیر ادب کے یہ چیز کبھی بھی حاصل نہیں ہوگی۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ

سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کا بیماری میں بھی ادب کا اہتمام

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا جب وہ بیمار چل رہے تھے، سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ لیٹے ہوئے تھے اور آنے والے صاحب نے کسی حدیث کے بارے میں سوال کیا، سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سیدھے بیٹھ گئے پھر اس کے سامنے وہ حدیث بیان کی، اس آدمی نے یہ دیکھ کر عرض کیا کہ کاش آپ سیدھا بیٹھنے کی زحمت نہ اٹھاتے۔ سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے گوارا نہیں کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث لیٹے لیٹے بیان کروں۔

(صفة الصفوة:۱/۳۴۶)

آدابِ حدیث ایک نظر میں

علمِ حدیث کی اغراض

۱)ان فضیلتوں کو حاصل کرنا جو احادیثِ شریفہ میں اس علم کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں۔

۲)فہمِ قرآن اور عمل بالقرآن۔

۳) یہ ہمارے محبوب کا کلام ہے، اور محبوب کے کلام سے لطف اندوز ہونا خود ایک مستقل غرض ہے۔

۴)مشتغل بالحدیث میں شانِ صحابیت پیدا ہو جاتی ہے۔

۵) نبوی آداب واخلاق سے اپنے آپ کو آراستہ کر کے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منع کی ہوئی چیزوں سے اپنے آپ کو بچا کر دونوں جہان کی سعادت کو حاصل کر کے کامیاب ہونا۔

علمِ حدیث کے باطنی آداب

۱)اس علم کی عظمت ہو۔

۲)اس علم سے محبت ہو۔

۳) تصحیحِ نیت کا اہتمام ہو۔

علمِ حدیث کے ظاہری آداب

۱)اپنی پوری قوّت اور تمام وسائل اس علم کی تحصیل کے لئے صرف کریں۔

۲)درس میں حاضری کا خوب اہتمام ہو،کبھی ناغہ نہ ہو۔

۳) طہارت اور وضوء کا اہتمام ہو۔

۴) خوشبو لگائے۔

۵) موقوف علیہ علوم پڑھ لیں۔

۶) اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ عظام رحمۃ اللہ علیہم کے نام عظمت کے ساتھ ذکر کریں، اللہ کے نام کے ساتھ تعالیٰ، جلّ جلالہ وعمّ نوالہ، نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام کے ساتھ درود شریف، صحابہ رضی اللہ عنہم کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ عنہ، اور تابعین اور ائمہ کرام کے ناموں کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہیں، نیز درود شریف کہتے ہوئے آواز کو قدرے بلند کریں۔

۷) اپنے شیخ اور استاذ کے نام کے ساتھ تعظیمی الفاظ استعمال کریں۔

۸) دل سے اپنے استاذ کی تعظیم ہو۔

۹) تحصیلِ علم کے آلات اور وسائل کا ادب کریں۔

۱۰) حاصل شدہ حدیثوں پر عمل کریں۔

۱۱) حاصل شدہ علم لوگوں تک پہنچائیں۔

۱۲) حصولِ علم میں نہ حیا ہو نہ تکبّر۔

۱۳) اپنے امور میں، خصوصاً دینی اور علمی امور میں اپنے اساتذہ سے مشورہ کر لیا کریں۔

۱۴) اخلاقِ حمیدہ کا بہت زیادہ اہتمام کریں۔

۱۵) دروس کو قلمبند کریں اور استاذ کی بیان کی ہوئی ہر بات کو لکھیں؛ انتخاب سے پرہیز کریں۔

الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّيْنِ

وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ

لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ

(الإمام عبد الله ابن المبارك رحمه الله)

مجلسِ

اجازتِ حدیث

مدرسہ عربیہ اسلامیہ، آزادول، جنوبی افریقہ

حضرت مولانا **محمد سلیم دھورات صاحب** دامت برکاتہم
بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یوکے

at-tazkiyah

پیش لفظ

ربیع الاوّل ۱۴۳۷ھ مطابق دسمبر ۲۰۱۵ء میں حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم کا جنوبی افریقہ کا مختصر دورہ ہوا، وہاں کی مشہور دینی درس گاہ، دار العلوم آزادول میں بانی و مہتمم، حضرت مولانا عبد الحمید صاحب دامت برکاتہم کی چاہت پر طلبہ و اساتذہ میں بیان طے پایا، اختتام پر دورۂ حدیث کے طلبہ نے حضرت والا دامت برکاتہم سے حدیث کی اجازت طلب کی، حضرت والا نے ٹالنے کی کوشش کی، لیکن جب طلبہ اور ذمّہ دارانِ مدرسہ کی طرف سے اصرار ہوا اور حضرت مولانا عبد الحمید صاحب دامت برکاتہم نے بھی ان کی تائید فرمائی تو حضرت والا نے قبول فرمالیا اور اجازتِ حدیث کی ایک مجلس منعقد ہوئی۔

مجلس میں دورۂ حدیث کے طلبہ کے ساتھ مدرسہ کے کچھ اساتذہ اور حضرت مولانا عبد الحمید صاحب دامت برکاتہم بھی موجود تھے، حضرت والا دامت برکاتہم نے اپنی سندوں کو بیان کرتے ہوئے سندوں کے حصول میں اپنے چند دلچسپ واقعات کو بھی ذکر فرمایا، جو ان شاء اللہ طالبینِ حدیث کے لئے مفید ثابت ہوں گے، اس مجلس میں حضرت والا نے موقع کی مناسبت سے طلبہ کو اپنی قیمتی نصیحتوں سے بھی نوازا، جو ان شاء اللہ طالبینِ علم بالخصوص ان طلبہ کے لئے جو سندِ فراغت حاصل کر کے عنقریب خدمتِ دین کی دنیا میں قدم رکھنے والے ہیں، بلکہ تمام خدّامِ دین کے لئے کارآمد ہوں گی، ان مذکورہ فوائد کے پیشِ نظر اس مجلس اجازتِ حدیث کو قلمبند کر کے تحریری شکل میں پیشِ خدمت کیا جا رہا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو نافع بنائیں، اور ان حضرات کو اجرِ عظیم عطا فرمائیں جنہوں نے اس کی طباعت کا اہتمام کیا ہے۔ (آمین)

ناشر

مجلسِ اجازتِ حدیث

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا.

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَيْرَ الْأُمُوْرِ عَوَازِمُهَا، وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِيْ النَّارِ.

وَبِالسَّنَدِ الْمُتَّصِّلِ مِنَّا إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: الرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ - تَبَارَكَ وَتَعَالٰى - اِرْحَمُوْا مَنْ فِيْ الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِيْ السَّمَاءِ.[1]

شیخ عبداللہ بن احمد النّاخبی الیمنی رحمۃ اللہ علیہ

تسلسل بالاوّلیت کو باقی رکھنے کے لئے اور اس کی برکات حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے حدیثِ مسلسل بالاوّلیت پڑھی گئی ہے، یہ تسلسل یہاں سے شروع ہوکر حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ تک چلتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے بندے کو متعدّد مشائخ سے حدیثِ مسلسل

[1] سنن الترمذي، كتاب البرّ والصلة عن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، باب ما جاء في رحمة الناس، ح(۱۹۲۴)، سنن أبي داود، باب في الرحمة، ح(۴۹۴۱)

بالاوّلیّت کی اجازت حاصل ہے، سب سے پہلی مرتبہ میں نے یہ حدیث استاذی ومرشدی حضرت مولانا ہاشم صاحب دامت برکاتہم سے ۱۹۸۲ء میں عشرۂ اخیرہ کے اعتکاف کے بعد عید الفطر کے دن سنی، آپ کو حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت حاصل ہے، آپ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بھی ہیں اور خلیفہ بھی۔

ایک قابلِ ذکر بزرگ شیخ عبد اللہ بن احمد النّاخبی الیمنی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، یہ یمن کے تھے اور کثیر الاسانید بزرگ تھے، اب تو ان کا انتقال ہو چکا ہے، کچھ سالوں پہلے ۱۴۲۷ھ میں مفکّرِ ملّت حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم کی معیّت میں ان کی خدمت میں جدّہ حاضری ہوئی تھی، مولانا یونس رندیرا صاحب زید مجدہم ہمیں لے گئے تھے، اس وقت شیخ صاحب کی عمر ایک سو اٹھارہ (۱۱۸) سال تھی، حدیثِ مسلسل بالاوّلیّت میں ان کی سند عالی ہے، اللہ تعالیٰ شانہٗ نے ان کو آخری عمر میں مقبولیت اور شہرت عطا فرمائی، اہلِ علم میں سے جن جن حضرات کو ان کے بارے میں معلوم ہوتا تھا وہ ان کے پاس جاتے تھے اور حدیث کی اجازت لیتے تھے، تواضع کا یہ عالم تھا کہ جو بھی ان سے اجازت لینے کے لئے جاتا تھا اس سے وہ خود بھی اجازت لیتے تھے۔

اجازت دینے کی غرض

بندہ اپنی حیثیت سے واقف ہے، وہ اپنے اندر کسی کو حدیث کی اجازت دینے کی اہلیت نہیں پاتا، بالخصوص جب کہ آپ ایک علمی مرکز میں بڑے بڑے علماء کے پاس پڑھ رہے ہیں، لیکن آپ حضرات کے تقاضے اور حضرت دامت برکاتہم [1] اور منتظمین حضرات کی تائید

---

[1] حضرت مولانا عبد الحمید اسحاق صاحب دامت برکاتہم، خلیفۂ عارف باللہ حضرت حکیم اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بانی ومہتمم مدرسہ عربیہ اسلامیہ، آزادول، جنوبی افریقہ۔

کی وجہ سے اس لالچ اور امید پر اجازت دے رہا ہے کہ بندے کو آپ حضرات سے ان شاء اللہ نفع پہنچے گا، امید یہی ہے کہ آپ اپنے طالبِ علمی کے باقی ایام میں اپنی قدر پہچان کر تقویٰ اور توبہ والی زندگی اختیار کر کے علماء ربّانیّین بننے کی کوشش کریں گے اور فراغت کے بعد دین کی بالعموم اور قرآن وحدیث کی بالخصوص خدمت کریں گے، تو جب آپ حدیث کی خدمت کریں گے تو چونکہ یہ روسیاہ بھی اجازت دے کر شریک ہو رہا ہے اس لئے امید کرتا ہے کہ آپ حضرات ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے لئے آخرت میں نجات کا ذریعہ ثابت ہوں گے۔

اسی لالچ سے بندہ اپنی تمام مرویات کی آپ حضرات کو اجازت دیتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ آپ حضرات اہلِ سنّت والجماعت کے عقائد پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں گے، اور دیانت داری اور امانت داری کے ساتھ تقویٰ اور توبہ والی زندگی گزاریں گے، اتّباعِ سنّت کا خوب اہتمام کریں گے، اکابرِ دیوبند کے مسلک کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیں گے، جاہ و مال کی طلب سے پورا احتیاط کریں گے، اور دین اور قرآن وحدیث کی خدمت میں اپنے اوقات اور اپنی صلاحیتوں کو خرچ کریں گے، اللہ تعالیٰ شانہٗ آپ سب حضرات کو قبولیت و برکات نصیب فرمائیں اور بندے کے لئے آپ کو صدقۂ جاریہ اور نجات کا ذریعہ بنائیں۔
(آمین)

شیخ الحدیث حضرت مولانا سیف الرحمن صاحب دامت برکاتہم

بخاری شریف کی پہلی حدیث پڑھنے سے پہلے میں ایک واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں؛ مکّہ مکرّمہ میں ایک بزرگ، حضرت مولانا سیف الرحمن صاحب دامت برکاتہم رہتے ہیں، مغرب سے عشاء کے بعد تک مطاف میں حطیم کے پیچھے بیٹھا کرتے ہیں، حضرت کی بہت

پہلے سے میرے اوپر بیحد شفقتیں رہی ہیں، بہت سال پہلے میری طالبِ علمی کے زمانے میں ایک حادثہ پیش آیا تھا جس میں دارالعلوم بری کے دو بڑے اساتذۂ حدیث، حضرت مولانا یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ابراہیم ڈیسائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا تھا، اس وقت ان کی جگہ پر استاذ کی فوری ضرورت تھی، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا سیف الرحمن صاحب دامت برکاتہم کو بھیجا تھا، اس وقت میں ابتدائی درجے کا طالبِ علم تھا، مگر میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن سے میرا ذہن بنایا تھا کہ بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کئے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا، اس لئے فارغ وقت میں حضرت مولانا کے درس میں جا کر بیٹھ جایا کرتا تھا، حضرت مولانا مدرسہ صولتیہ کے شیخ الحدیث ہیں اور قادری سلسلے میں ان کو حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت بھی ہے۔

بہرحال، عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت مولانا کا حطیم کے پیچھے بیٹھنے کا معمول ہے اور وہاں عشاء کی نماز کے بعد تعلّق والے لوگ جمع ہوجاتے ہیں اور عمرہ اور حج کے لئے آئے ہوئے دوسرے بزرگانِ دین کی ملاقات بھی ہوجاتی ہے، میں بھی حضرت کی خدمت میں زیارت، ملاقات اور دعاؤں کی غرض سے حاضری دیتا ہوں۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد

ایک دن عشاء کے بعد حاضر ہوا تو وہاں مجمع معمول سے کچھ زیادہ تھا اور سب کے بیچ ایک پرانی وضع کے پُرنور چہرے والے باوجاہت بزرگ بیٹھے ہوئے تھے، معلوم ہوا کہ یہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد، حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کُلاچوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، تھوڑی دیر ان کی حکمت بھری باتیں سنتا رہا اور اچانک دل میں خیال آیا کہ ایسا موقع دوبارہ

کہاں ملے گا کہ ایک شیخ الحدیث جو کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، حرم شریف میں حطیم کے پیچھے علماء کے مجمع میں تشریف فرما ہیں، ایسے موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہئے اور حدیث کی اجازت حاصل کر لینی چاہئے، جب وہ اٹھنے لگے تو میں نے ہمّت کر کے عرض کیا کہ حضرت، شفقت فرما کر بندے کو حدیث کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ یہ سن کر حضرت نے جلالی انداز میں فرمایا کہ لوگ حدیث کی اجازت تو لیتے ہیں مگر حدیث پر عمل نہیں کرتے، اس لئے بخاری شریف کی پہلی اور آخری حدیث میں سے جس حدیث پر تم عمل کرنے کا پکا ارادہ کرو اسے پڑھ کر سناؤ، میں تمہیں اس ایک حدیث کی اجازت دوں گا۔

صرف ایک حدیث کی اجازت

میں سوچ میں پڑ گیا کہ آخری حدیث کی اجازت لوں یا پہلی حدیث کی؟ خیال آیا کہ آخری حدیث پر عمل کرنا آسان ہے، اس میں تو صرف سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کا ورد کرنا ہے، پہلی حدیث پر عمل بہت مشکل ہے، تصحیحِ نیت اور اخلاص آسان کام نہیں ہے، اب فیصلہ فوری کرنا تھا، اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی اور دل میں یہ خیال آیا کہ مبارک جگہ ہے، مجلس بھی مبارک ہے، اتنے سارے علماء یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور اجازت بھی حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد مرحمت فرما رہے ہیں، میں اگر یہ نیت کر لوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ پہلی حدیث پر عمل کروں گا تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اس جگہ اور ان بزرگوں کی برکت سے میرے اندر اخلاص پیدا کر دے گا، چنانچہ میں نے کہا کہ ان شاء اللہ پہلی حدیث پر عمل کروں گا، حضرت کے حکم سے پہلی حدیث پڑھ کر سنا دی، حضرت نے مجھے خوشی سے اس ایک حدیث کی اجازت دی۔

حدیث پڑھنے پڑھانے کا اہم مقصد

اس عجیب اور پُرلطف واقعے کو ذکر کرنے سے غرض یہ ہے کہ اس میں ایک قیمتی سبق ہے کہ حدیث کی جو اجازت حاصل کی جاتی ہے اور دورۂ حدیث کے سال میں حدیثیں جو پڑھی جاتی ہیں، یہ صرف اپنی حیثیت بڑھانے کے لئے نہیں ہونا چاہئے، بلکہ اجازت حاصل کرتے ہوئے اور پڑھتے ہوئے رضاءِ الٰہی کے حصول کے لئے ان پر عمل کا پختہ عزم ہونا چاہئے، اور پھر دعا کے اہتمام کے ساتھ عمل کی پوری کوشش بھی ہونی چاہئے۔

آپ حضرات سے میری گزارش ہے کہ آپ پوری کوشش کریں کہ احادیث پر عمل ہو، ماضی کی کوتاہیوں پر توبہ واستغفار کریں، اپنے آپ کو قصوروار سمجھیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں بھی بہت کوتاہی کی ہے اور پڑھنے میں بھی، ایک طالبِ علم ہونے کی حیثیت سے مدرسے میں جس طرح وقت گزارنا چاہئے تھا ہم نے نہیں گزارا، اس اعترافِ قصور کے ساتھ توبہ کر کے تقویٰ اور توبہ والی زندگی گزارنے کا اہتمام کرو، بہت ہی آسان formula (نسخہ) ہے: T&T، تقویٰ اور توبہ، تقویٰ کا اہتمام ہو کہ ہم سے کوئی گناہ نہیں ہوگا، اور اگر غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ، اور ساتھ ساتھ دعا کا اہتمام رہے کہ اے اللہ! آپ ہمیں اپنا بنا کر قابلیت وقبولیت اور صلاحیت وصالحیت کے ساتھ آخری سانس تک اپنے کام میں لگائے رکھئے۔

علمِ نافع کی حقیقت

عزیزو! اپنی اصلاح کی بھی خوب فکر کرو، اصلاح کی فکر کے ساتھ جو علم حاصل کیا جائے گا وہ علمِ نافع ہوگا، علمِ نافع اور علمِ غیر نافع میں یہی فرق ہے کہ جو علم مع الخشیت ہوگا وہ علمِ نافع

ہے اور جو بدون الخشیت ہوگا وہ علمِ غیر نافع ہے، اور خشیت کا حصول تزکیہ کے ذریعے ہوگا، اس لئے کہ خشیت باطن کے خصائل میں سے ایک خصلت ہے اور یہ اس وقت حاصل ہوگی جب دل کا تزکیہ ہوگا، اس لئے میرے عزیزو، تزکیہ کی طرف خوب توجّہ فرمائیں، مشائخ میں سے جن سے آپ کا دل لگے ان سے اپنے آپ کو مربوط کر لیجئے، ایسے بزرگ سے اپنا تعلّق قائم کر لیجئے جن سے عقیدت ہو، محبت ہو اور مناسبت ہو، اور تعلّق قائم کرنے کے بعد اصلاحِ نفس کے لئے اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیجئے، اللہ تعالیٰ شانہٗ آپ سب حضرات کو بہت برکتیں عطا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو میرے لئے بھی صدقۂ جاریہ اور نجات کا ذریعہ بنائیں۔ (آمین)

اپنے بڑوں کی قدر کرلو

عزیزو! اپنے مشائخ کی قدر کرلو، یہاں حضرت (مولانا عبد الحمید صاحب) دامت برکاتہم جیسے حضرات موجود ہیں، ان کی قدر کر لیجئے، ورنہ ان کے رخصت ہونے کے بعد یا فارغ ہوکر یہاں سے دور چلے جانے کے بعد افسوس ہوگا، ابھی موقع ہے تو اپنے اکابر اور مشائخ کی قدر کر لینی چاہئے، میرے اوپر مشائخ کی عنایتیں رہیں، میرے حاجی فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہت شفقتیں رہیں، حضرت حکیم اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تو میرا باضابطہ اصلاحی تعلّق بھی نہیں تھا، اس کے باوجود حضرت کی مجھ پر بہت شفقتیں رہیں، معذوری کی حالت میں بھی حضرت نے بہت محبت اور شفقت کا معاملہ فرمایا، جب لیسٹر (Leicester) تشریف لاتے تھے تو بندہ اپنی ضرورت سمجھ کر حضرت کی خدمت میں روزانہ حاضر ہوتا تھا اور عصر کے بعد کی مجلس میں اہتمام سے شریک ہوتا تھا، اس وقت مجھے یہ خیال آتا تھا کہ میں تمام

کاموں کو ایک طرف رکھ کر روزانہ حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اہتمام سے حاضر ہو رہا ہوں اور استفادہ کر رہا ہوں، یعنی ایک قسم کی خوشی محسوس ہوتی تھی کہ جتنا کرنا چاہئے میں کر رہا ہوں، لیکن اب بہت افسوس ہوتا ہے کہ کاش کہ اور استفادہ کرتا۔

میرے عزیزو! شیطان ہماری آنکھوں پر پردہ ڈالے رکھتا ہے اور ہمیں یہ باور کراتا رہتا ہے کہ ہم اپنے بڑوں کی خوب قدر کر رہے ہیں اور ان سے خوب استفادہ کر رہے ہیں، حالانکہ حقیقت کچھ اور ہی ہوتی ہے، ہمیں چاہئے کہ ہم اس غلط فہمی اور غفلت سے نکل کر حقیقت پسندی سے کام لیں اور بڑوں کی قدر کر کے خوب استفادہ کریں ورنہ بعد میں بہت افسوس ہو گا، اللہ تعالیٰ شانہٗ توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

بندے کی بخاری شریف کی سند

بندے نے بخاری شریف از اوّل تا آخر اپنے استاذِ محترم، ساکنِ بقیع، حضرت مولانا اسلام الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی،

۱) حضرت مولانا اسلام الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مفتیٔ اعظم ہند، حضرت مفتی کفایتُ اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی،

۲) حضرت مفتی کفایتُ اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الہند، مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی،

۳) حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے قاسم العلوم والخیرات، مولانا حضرت محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی،

۴) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ عبد الغنی صاحب

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی،

۵) حضرت شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی،

۶) حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی،

۷) حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تک کی سند الیانع الجنی اور لامع الدراری کے مقدّمے میں مطبوع ہے۔

حضرت مولانا اسلام الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس سند میں تمام حضرات مشہور ہیں اور آپ ان سب کو جانتے ہیں، مگر ہمارے استاذِ محترم حضرت مولانا اسلام الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شاید آپ واقف نہیں ہوں گے، آپ بہت متواضع اور منکسرُ المزاج تھے، آپ کو گمنامی پسند تھی، ہم نے اتنے سالوں میں ایک مرتبہ بھی ان سے خود کے بارے میں کوئی بات نہیں سنی، پوچھے جانے پر بھی وہ اپنے احوال بیان نہیں کرتے تھے، ان کے خمیر میں تواضع اور گمنامی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، علم اور عمل دونوں میں بہت اونچے تھے، جس طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے امید ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اس حال میں ملوں گا کہ وہ میرا اس بات پر حساب نہیں لیں گے

کہ میں نے کسی کی غیبت کی ہے۔[۱] ٹھیک اسی طرح حضرت مولانا اسلام الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قریب سے دیکھنے والے سب گواہی دیں گے کہ حضرت کی موجودگی میں غیبت کا گزر بھی نہیں ہوتا تھا، آپ نہ غیبت کرتے تھے نہ سنتے تھے۔

قابلِ رشک موت

اللہ تعالیٰ نے موت بھی عجیب عطا فرمائی، مدینہ منوّرہ میں، رمضانُ المبارک میں، ستائیسویں (۲۷) شب میں، جمعہ کی رات کو، تہجد کے وقت، سجدے کی حالت میں داعئ اجل کو لبّیک کہا، سبحان اللہ! آپ کے صاحب زادے مولانا نور الحق زید مجدہ سے میں نے خود سنا کہ جب میں سحری کے وقت اٹھا تو دیکھا کہ ابّا سجدے میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی موت نصیب فرمائیں۔ (آمین)

بخاری شریف کی دوسری اسانید

میری اصل سند تو یہی ہے، میں نے پوری بخاری شریف حضرت مولانا اسلام الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے از اوّل تا آخر پڑھی، الحمد للہ، بخاری شریف کے اکثر حصّے کی قراءت کی سعادت بھی بندے کو نصیب ہوئی، اس سند میں میرے اور شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان سات (۷) واسطے ہیں، اس کے علاوہ اور بھی مشائخ سے اجازت ہے جن میں سے تین سندیں برِّ صغیر میں شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے چلنے والی اسانید کے اعتبار سے عالی ہیں، ان میں میرے اور شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان صرف

---

[۱] سیر اعلام النبلاء: ۱۲/۴۳۹

چار (۴) واسطے ہیں۔[۱]

۱) حضرت مولانا احمد علی صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ کی سند

ہمارے یہاں لیسٹر میں جامعہ تعلیم الدّین ڈابھیل کے ایک فاضل تھے، حضرت مولانا احمد علی صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ، معمّر تھے اور مجھ سے بہت محبت فرماتے تھے، ان کی محبت کے عجیب عجیب واقعات ہیں، ان کا باقاعدہ حدیث کا مشغلہ نہیں رہا، لیکن ایک دن ایک دعوت میں دورانِ گفتگو حسنِ اتفاق سے معلوم ہوا کہ آپ کے بخاری شریف کے استاذ حضرت بابا عبدالرحمٰن صاحب امروہوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے بخاری شریف کے بلا واسطہ شاگرد تھے، بندے نے حاضر علماء کے ساتھ عرض کیا کہ تب تو آپ کی سند عالی ہے، ہمارے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان صرف چھ (۶) واسطے ہوں گے، لہٰذا آپ ہمیں اجازت دیجئے۔ حضرت کا چونکہ پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ نہیں تھا اور متواضع بھی بہت تھے اس لئے پس و پیش کرنے لگے، میں نے عرض کیا کہ حضرت، میں حدیث پڑھتا ہوں، آپ برائے کرم توجّہ فرمائیں۔

میں نے بخاری شریف کی پہلی حدیث پڑھ کر عرض کیا کہ حضرت، اب آپ اتنا کہہ دیجئے کہ میں نے آپ سب کو اجازت دی۔ اس طرح الحمدللہ اجازت مل گئی، سند کی تفصیل یہ ہے:

---

[۱] بندے کو اور طرق سے بھی اجازت حاصل ہے جن میں واسطے ان اسانید سے بھی کم ہیں، لیکن ان میں چونکہ کلام ہے اس لئے ان کو ذکر نہیں کیا گیا، ویسے بھی جو اسانید مسند الہند شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اولاد کے واسطے سے رائج ہیں وہی عصرِ حاضر میں سب سے زیادہ معتبر ہیں، محدّثِ کبیر، مسند العصر، شیخ عبدالحیؒ الکتانی رحمۃ اللہ علیہ 'فهرس الفهارس' میں لکھتے ہیں:
''ولا أحلى عندي من هذا السند ولا أجلّ لكون رجاله كانوا أئمّة في الدين، دعاة الى الصراط المستقيم.''

بندے کوحضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی اجازت دی،

۱) حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف حضرت بابا عبد الرحمن صاحب امروہوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی،

۲) انہوں نے قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی،

۳) انہوں نے شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی،

۴) انہوں نے شاہ محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی،

۵) انہوں نے شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی،

۶) انہوں نے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔

بعد میں ان کی سند کی مزید تحقیق ہوئی تو پتا چلا کہ بابا عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اجازت تھی، اور شاہ فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو براہِ راست شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت حاصل تھی، اس اعتبار سے میرے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان صرف چار (۴) واسطے ہیں، اس طرح یہ سند عالی ہوگئی، تفصیل اس کی یہ ہے:

بندے کو بخاری شریف کی اجازت حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی،

۱) حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف حضرت بابا عبد الرحمن

صاحب امروہوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی،

۲)ان کو حضرت شاہ فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت تھی،

۳)ان کو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت تھی،

۴)ان کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت تھی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا کے خلوص کی برکت سے ان کو اتنی مقبولیت عطا فرمائی کہ عرب اور عجم دونوں کے علماء نے سینکڑوں کی تعداد میں ان سے اجازت حاصل کی جن میں شیخ محمد عوّامہ دامت برکاتہم، مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم اور مولانا انظر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جبالِ علم بھی شامل ہیں، یہ روسیاہ اس نعمتِ عظمیٰ پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہے کہ اس نے حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت حاصل کرنے میں اوّلیت کی سعادت اسے نصیب فرمائی۔

۲)حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سند

بندے کی ۲۰۰۶ء میں پہلی بار دیوبند حاضری ہوئی، دارالعلوم کے شیخ الحدیث، حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، بندے نے عرض کیا کہ حضرت، بندہ دارالعلوم سے استفادہ نہ کرسکا جس کا بہت قلق ہے، اگر آپ اجازت دیں تو بندہ بخاری شریف میں سے کچھ حضرت کے سامنے پڑھے تاکہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہاں کی برکات بھی کسی نہ کسی درجے میں حاصل ہوں، حضرت نے بخاری شریف منگوائی، بندے کو پہلی حدیث پڑھنے کو فرمایا اور کچھ نصیحتوں اور ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ اجازت مرحمت فرمائی، حضرت مولانا کو بھی بابا عبدالرحمٰن صاحب امروہوی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت حاصل تھی،

انہوں نے ان سے با قاعدہ پڑھا تو نہیں مگر ان سے اجازت حاصل تھی۔

۳) حضرت مولانا عبیداللہ صاحب بن مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی سند

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ تھے، ان کے صاحب زادے حضرت مولانا عبیداللہ صاحب دامت برکاتہم لاہور میں ابھی حیات ہیں۔[۱] انہیں اجازتِ حدیث حاصل ہے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے، اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور اجازتِ حدیث سے بھی مشرّف ہوئے، اس میں بھی اتنے ہی واسطے ہیں، لہٰذا یہ سند بھی عالی ہے، ان بزرگوں کے علاوہ اور بھی مشائخ سے حدیث کی اجازت ہے، اللہ تعالیٰ ان تمام طرق کی برکات سے ہم سب کو متمتع فرمائیں۔ (آمین)

تلاوتِ حدیث

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَبِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ مِنَّا إِلٰى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ الْحَدِيْثِ، أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيْلَ الْبُخَارِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَحَشَرَنَا فِيْ زُمْرَتِهِ وَمُحِبِّيْهِ قَالَ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، بَابٌ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلٰى نُوْحٍ وَالنَّبِيِّيْنَ مِنْ بَعْدِهِ.

---

[۱] اجازتِ حدیث کی اس مجلس کے وقت حضرت حیات تھے، ۱۱ مارچ ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک بوقتِ تہجد انتقال فرما گئے، رحمۃ اللہ علیہ۔

وَبِهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَنْهُمْ عَلَى الْمِنبَرِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوٰى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا، أَوْ إِلٰى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهٗ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وصلّى اللّٰهُ على نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

حضرت (مولانا عبدالحمید صاحب دامت برکاتہم) سے درخواست ہے کہ آج تو آپ دعا کرائیں، مجھے بہت خوشی ہوگی۔ (حضرت مولانا عبدالحمید صاحب نے جواب میں فرمایا) مجھے اور خوشی ہوگی کہ آپ دعا کرائیں۔

دعا

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.

وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ.

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى، وَاجْعَلْ آخِرَتَنَا خَيْرًا مِنَ الْأُوْلٰى.

اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْإِيْمَانِ، وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِيْنَ.

أَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ خُدَّامِ دِيْنِكَ، وَعُشَّاقِكَ وَعُشَّاقِ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْعُلَمَاءِ الرَّبَّانِيِّيْنَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْعُلَمَاءِ الرَّبَّانِيِّيْنَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْعُلَمَاءِ الرَّبَّانِيِّيْنَ.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَا أَعْطَيْتَنَا، وَقِنَا وَاصْرِفْ عَنَّا شَرَّ مَا قَضَيْتَ لَنَا، وَقِنَا وَاصْرِفْ عَنَّا شَرَّ مَا قَضَيْتَ لَنَا، وَقِنَا وَاصْرِفْ عَنَّا شَرَّ مَا قَضَيْتَ لَنَا.

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفِتَنِ، مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ.

اَللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ، وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ.

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنَا عَلَى الْإِيْمَانِ، وَأَمِتْنَا عَلَى الْإِيْمَانِ، وَاحْشُرْنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ مَعَ الْإِيْمَانِ.

اَللّٰهُمَّ لَا تُؤْمِنَّا مَكْرَكَ، وَلَا تُنْسِنَا ذِكْرَكَ، وَلَا تَهْتِكْ عَنَّا سِتْرَكَ، وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْغَافِلِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ آتِ نُفُوْسَنَا تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا.

اَللّٰهُمَّ اشْفِ مَرْضَانَا وَارْحَمْ مَوْتَانَا.

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْئَلُكَ حُسْنَ الْخِتَامِ، وَالْعَفْوَ عَمَّا سَلَفَ وَكَانَ.

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ أَعْمَالِنَا خَوَاتِيْمَهَا، وَخَيْرَ أَعْمَارِنَا أَوَاخِرَهَا، وَخَيْرَ أَيَّامِنَا يَوْمَ نَلْقَاكَ فِيْهِ، يَا وَلِيَّ الْإِسْلَامِ وَأَهْلِهِ ثَبِّتْنَا بِهِ حَتّٰى نَلْقَاكَ.

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْئَلُكَ إِيْمَانًا لَايَرْتَدُّ، وَنَعِيْمًا لَايَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَعْلٰى دَرَجَةِ الْجَنَّةِ جَنَّةِ الْخُلْدِ.

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِيْ الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِيْ الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْئَلُكَ فِعْلَ الخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَتَرْحَمَنَا.

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ.

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ، وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.(آمِيْنَ)

جامع الکمالات شخصیات، اکابرِ دیوبند سے وابستگی بڑی نعمت ہے

میرے عزیز طلبہ! اللہ تعالیٰ شانُہ نے ہم پر ایک بہت بڑا احسان فرمایا ہے کہ ہمیں اسلاف اور اکابر کی ایک بہترین جماعت، علماءِ دیوبند سے وابستہ کیا، یہ ایسی جامع الکمالات شخصیات ہیں کہ ظاہری اور باطنی دونوں علوم میں ان کا مقام بہت اونچا ہے، وہ اتباعِ شریعت اور خدمتِ دین والی بہترین زندگی گزار کر کامیابی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے، ان کا فیض آج تک الحمدللہ پورے عالم میں جاری اور ساری ہے، ہمیں بھی کامیابی کے لئے ان کامیاب لوگوں کے راستے پر چلنا چاہئے، ہمیں کسی نئے راستے کی ضرورت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ شانُہ نے ہمیں یہ بہت بڑی نعمت عطا فرمائی ہے کہ ہمیں اعلیٰ درجے کی کامیاب شخصیات سے وابستہ کیا، بس ہمیں ان سے وابستہ رہنا چاہئے۔

اسلاف کی اتّباع میں حفاظت ہے

میرے بھائیو! ماحول میں اب بہت تبدیلی آرہی ہے، چاروں طرف آزادی کی فضا ہے، لوگ اباحت پسند ہورہے ہیں، حدیث میں آتا ہے کہ ایک دور ایسا آئے گا کہ لوگ منکر کو

معروف اور معروف کو منکر، غلط کو صحیح اور صحیح کو غلط سمجھیں گے۔[1] صحیح اور غلط کے درمیان تمیز مشکل بنتی جارہی ہے اس لئے کہ صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح بتلایا جاتا ہے، ان حالات میں ہم سب کی حفاظت ہمارے اکابر کی اتباع میں ہے جو اتباعِ شریعت والی کامیاب زندگی گزار گئے، لہٰذا اپنے اکابر کے مسلک سے مضبوطی کے ساتھ وابستہ رہو اور ان کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں جگہ دو، میں کہا کرتا ہوں کہ all that glitters is not gold، بلکہ old is gold۔

اسلاف اور اکابر کے حالات اور اقوال کے مطالعہ کی ضرورت وافادیت

اکابر اور اسلاف میں سے کسی نہ کسی بزرگ کی سوانح مطالعہ میں رہنی چاہیئے؛ سوانحِ شاہ عبدالقادری رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کرو، جب وہ ختم ہو جائے تو تذکرۃُ الخلیل پڑھو، اس کے بعد تذکرۃُ الرشید پڑھو، پھر اشرفُ السوانح پڑھو، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی آپ بیتی پڑھو، کسی نہ کسی بزرگ کی سوانح زیرِ مطالعہ رہنی چاہیئے، اسی طرح اسلاف و اکابر کی تصنیفات، ان کے ملفوظات، ان کے مواعظ کے مطالعہ کا بھی اہتمام کرنا چاہیئے، بالخصوص حضرت حکیم الاُمّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں سے کم سے کم ایک ملفوظ روزانہ پڑھ لیا کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ روحانی ترقّی بھی ہوگی اور علمی ترقّی بھی۔

اسلاف کے حالات سے ناواقف رہنے کا ایک بڑا نقصان

اگر ہم بزرگوں کے حالات کو نہیں پڑھیں گے تو ایک نقصان یہ ہوگا کہ ہم احساسِ برتری کے شکار ہو جائیں گے، ہم اپنے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے کہ میرے جیسا

---

[1] مسند أبي يعلى، ح(۶۳۸۹)، المعجم الأوسط للطبراني، ح(۹۳۲۱)

کوئی نہیں ہے، اونٹ جب تک شہر میں رہتا ہے وہ ایسا ہی سمجھتا ہے کہ مجھ سے اونچا اور بڑا کوئی نہیں ہے، جب وہ بستی سے باہر نکل کر پہاڑ کے پاس سے گزرتا ہے تب اسے اپنی حقیقت اور حیثیت کا پتا چلتا ہے، تو میں اپنے یہاں طلبہ سے کہا کرتا ہوں کہ ہم بھی جب تک اپنے ہی دائرے میں رہیں گے اس وقت تک ایسا ہی محسوس ہوگا کہ مجھ سے زیادہ علم کسی کے پاس نہیں ہے، ہمیں اپنی بستی سے نکل کر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جبالِ علم کے پاس سے گزرنا پڑے گا، جب ان کے علوم پر گزر ہوگا، ان کے عمل پر گزر ہوگا، تب ہمیں اپنی حیثیت اور حقیقت معلوم ہوگی، اور جب اپنی حیثیت اور حقیقت کا پتا چلے گا تو کبر سے اور عجب سے حفاظت ہوگی، تواضع نصیب ہوگی اور علمی اور عملی محنت کی توفیق ملے گی۔

کامیابی کا راز تزکیہ ہے

میں آپ کو ایک اور اہم بات کی طرف بھی متوجّہ کرنا چاہتا ہوں، وہ تمام حضرات جنہیں اللہ تعالیٰ نے خوب مقبولیت نصیب فرمائی، جن سے اللہ تعالیٰ نے دین کا بہت بڑا کام لیا، اگر ان کی ایک فہرست بنالی جائے تو پتا چلے گا کہ یہ وہی حضرات ہیں جنہوں نے اصلاح اور تزکیہ کی فکر کی تھی، اللہ تعالیٰ نے حضرت جی مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت بڑا کام لیا، انہوں نے ابتداء میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے اکتسابِ فیض کیا، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور مستفیض ہوئے۔[1] آگے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا کام لیا، حضرت مولانا علی میاں ندوی صاحب

---

[1] مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی دینی دعوت، ص: ۴۴، ۴۷

رحمۃ اللہ علیہ سے بہت بڑا کام لیا، حضرت جی مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت بڑا کام لیا، یہ اوران کے علاوہ جتنے بھی اکابر ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے قابلِ قدر کام لیا، چاہے وہ متقدمین میں سے ہوں یا متاخرین میں سے، ان سب نے تزکیہ کا اہتمام کیا تھا، تزکیہ کے بغیر اللہ تعالیٰ کسی سے مقبول کام نہیں لیتے، اوراگر تزکیہ کے بغیر کوئی کام کرتا ہے تو وہ اپنے لئے کرے گا، اپنے نفس کے لئے کرے گا، وہ اس حدیث کا مصداق بنے گا:

إِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ[1]
بیشک اللہ تعالیٰ فاجر شخص سے بھی اس دین کی تائید کرتا ہے۔

اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ دوسرے طالبینِ صادقین کو تو جنّت میں پہنچا دیں گے لیکن وہ خود محروم رہے گا، اس لئے آپ حضرات سے گزارش ہے کہ اکابر کے مسلک کو برابر مضبوطی سے پکڑو اور اپنی ذات کو علمی وعملی دونوں محنتوں میں لگاؤ، اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ سب کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

اس وقت بھی دیکھ لیجئے، دنیا میں اللہ تعالیٰ شانُہ انہی کو مقبولیت عطا فرماتے ہیں جو اکابر کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں، جدت پسندی سے متأثر ہوکر دوسرا کوئی طریقہ اختیار کرتے ہیں تو ہوسکتا ہے کہ انہیں وقتی شہرت مل جائے، لیکن انہیں مقبولیت نہیں ملتی، مقبولیت انہی کو نصیب ہوتی ہے جو اکابر اور اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں اس لئے کہ وہ درحقیقت سنّت کا راستہ ہے۔

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، بَابٌ إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ الفَاجِرِ، ح(٣٠٦٢)

طالبِ علموں کے ذہنوں میں ایک وسوسہ

طالبِ علموں کے ذہنوں میں کبھی یہ وسوسہ آتا ہے کہ کتابُ اللہ اور سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتّباع کے بجائے اکابر اور اسلاف کی اتّباع کے لئے کہا جا رہا ہے؟ اس کا جواب بہت آسان ہے، کیا یہ نہیں کہا جاتا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرو؟ اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب یہی ہے کہ ہمیں امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر پورا اعتماد ہے کہ آپ جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں وہ کتابُ اللہ اور سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق ہی ہوگا، تو ہمارے اکابر کے نقشِ قدم پر چلنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ ہمیں ان پر پورا اعتماد ہے کہ وہ جو کچھ بھی کہیں گے وہ کتابُ اللہ اور سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق ہی ہوگا، تو ان کی اتّباع کرنے سے ہم automatically (خود بخود) کتابُ اللہ اور سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتّباع کرنے والے ہو جائیں گے۔

حضرت گنگوہیؒ کے عمل سے احتجاج

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک صاحب آئے، انہوں نے کہا کہ حضرت، فلاں عمل میں سنّت طریقہ کیا ہے؟ ایک علمی سوال تھا کہ فلاں عمل میں سنّت طریقہ کیا ہے؟ حضرت نے ان سے کہا کہ آپ نے تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ وقت گزارا ہے اور آپ نے حضرت کو یہ عمل کرتے ہوئے ضرور دیکھا ہوگا؟ ان صاحب نے کہا کہ جی، میں نے حضرت کو یہ عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر وہی سنّت ہے۔[1] مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ صرف نرے صوفی نہیں تھے، بہت بڑے محقّق بھی تھے، انہیں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہر عمل کے سنّت طریقے کے مطابق ہونے کا اتنا یقین تھا

---

[1] اصلاحی تقریریں: ۷/۲۰۷

کہ ان کے عمل سے سنّت پر احتجاج کیا کہ حضرت کا عمل عین سنّت کے مطابق ہوگا، تو یہ جو کہا جاتا ہے کہ اکابر کے نقشِ قدم پر چلو، اس کا مطلب یہی ہے کہ ان کی زندگیاں اتباعِ سنّت والی تھیں، اس لئے اگر ہم ان کی اتبّاع کریں گے تو سنّت کی اتبّاع ہوگی اور اگر ان کے طریق سے ہٹیں گے تو اتباعِ سنّت سے دور ہو جائیں گے، اس دور میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے اکابر کو قرآن وحدیث کا جو فہم عطا فرمایا وہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ شانہٗ مجھے بھی توفیق دیں اور آپ سب دوستوں کو بھی توفیق دیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دیں کہ آپ کی حسنِ طلب کی برکت سے مجھے ایک نیک عمل میں حصّہ دار بننے کی سعادت ملی، بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی فارغ التحصیل طلبہ کو نصیحت

حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فارغ التحصیل طلبہ کو نصیحت فرمائی کہ کیونکہ علم کسب ومحنت ہی سے حاصل ہوتا ہے، (اس لئے) آدمی کو پہلے ہی سے کتاب دیکھنے کا قصد کرلینا چاہیے ورنہ علم نہ پڑھے، ہدایہ، بخاری شریف وغیرہ پر نظر رکھے اور علماءِ عارفین کی کتابیں بھی دیکھے، بہت سی جگہ احادیث کی حقیقت کو انہوں نے محدّثین سے بھی زیادہ اچھا سمجھا ہے۔

(ملفوظاتِ محدّث کشمیری، ص ۱۷۸)

ماٰخذ ومراجع

شمار	کتاب	مصنّف/مرتّب	ناشر
۱	أحكام القرآن	العلّامة ابن العربي	دار إحياء التراث العربي، بيروت
۲	عمدة القاري	ملّا علي القاري	دار الفكر، بيروت
۳	شرح الكرماني	العلّامة الكرماني	دار الفكر، بيروت
۴	مرقاة الفاتيح	ملّا علي القاري	دار الكتب العلميّة، بيروت
۵	تدريب الراوي	الإمام السيوطي	دار المنهاج، جدّة
۶	مفتاح السعادة	أحمد بن مصطفى	دار الكتب العلميّة، بيروت
۷	الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع	الخطيب البغدادي	دار ابن كثير، كويت
۸	سير أعلام النبلاء	الإمام السيوطي	مؤسسة الرسالة، بيروت
۹	الأذكار	الإمام النووي	دار الكتب العلميّة، بيروت
۱۰	المواهب اللدنية	العلّامة القسطلاني	المكتبة التوفيقيّة، القاهرة
۱۱	السعاية في كشف ما في شرح الوقاية	العلّامة محمد عبد الحيّ اللكنوي	المطبع المصطفائي
۱۲	معالم إرشادية	الشيخ محمد عوّامة	دار المنهاج، جدّة
۱۳	تقریرِ بخاری شریف	حضرت شیخ مولانا محمد زکریا کاندھلوی	دارالاشاعت، کراچی
۱۴	سوانحِ عمری	مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہری	معہد الخلیل الاسلامی
۱۵	آپ بیتی	حضرت شیخ مولانا محمد زکریا کاندھلوی	دارالاشاعت، کراچی
۱۶	مولانا الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت	حضرت مولانا ابوالحسن علی الندوی	طیب پبلشرز، لاہور
۱۷	اصلاحی تقریریں	حضرت مفتی محمد تقی عثمانی	میمن پبلشرز، کراچی

مواعظ

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم

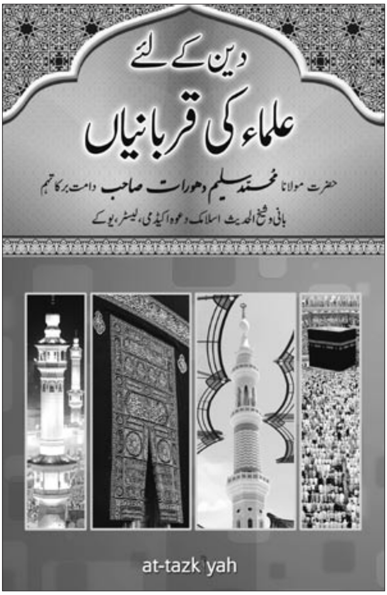

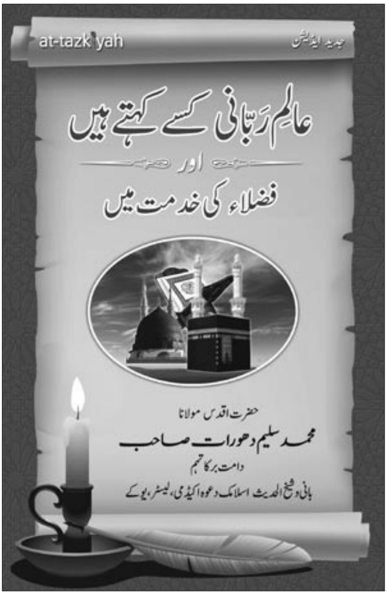

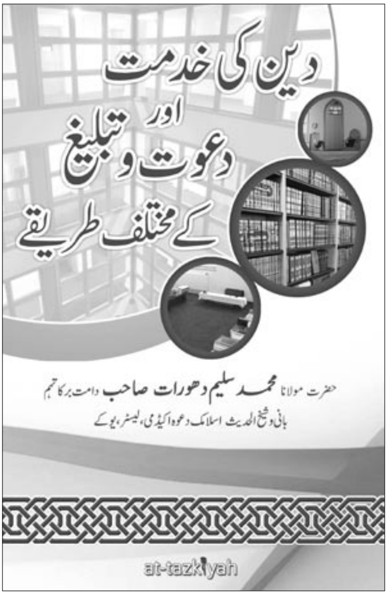

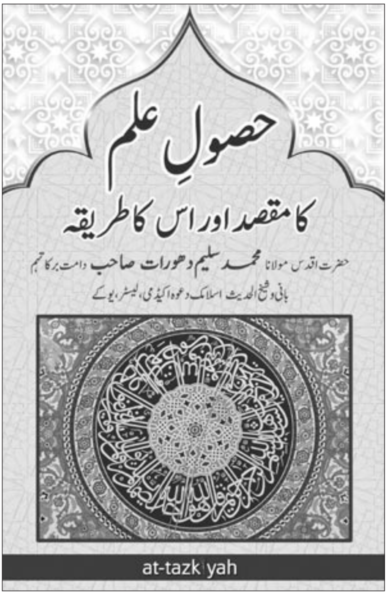

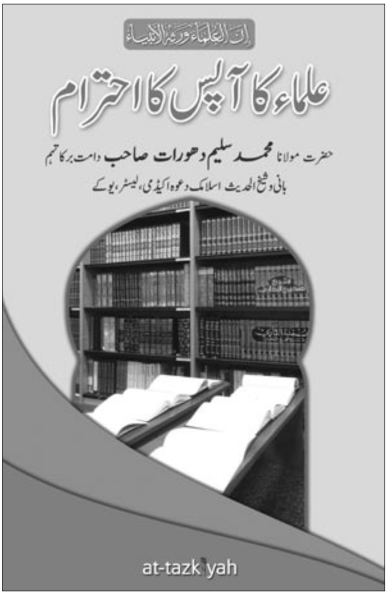
إن العلماء ورثة الأنبياء
علماء کا آپس کا احترام
حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
بانی وشیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یوکے
at-tazkiyah

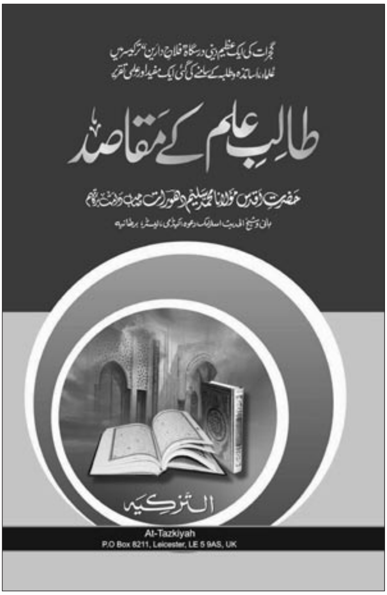
گجرات کی ایک عظیم دینی درسگاہ فلاح دارین ترکیسر میں
علماء، اساتذہ وطلبہ کے سامنے کی گئی ایک مفید اور علمی تقریر
طالبِ علم کے مقاصد
حضرت اقدس مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
بانی وشیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، برطانیہ
التزکیہ
At-Tazkiyah
P.O Box 8211, Leicester, LE 5 9AS, UK

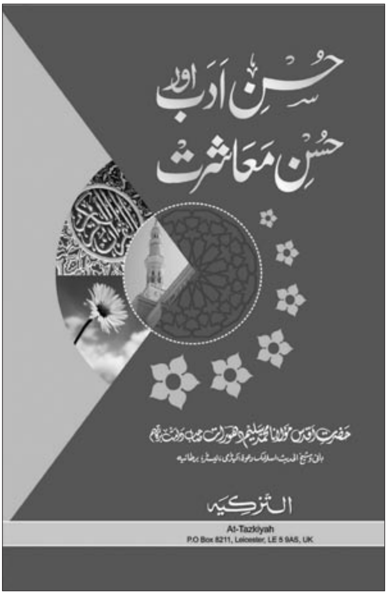
حسنِ ادب اور حسنِ معاشرت
حضرت اقدس مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
بانی وشیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، برطانیہ
التزکیہ
At-Tazkiyah
P.O Box 8211, Leicester, LE 5 9AS, UK

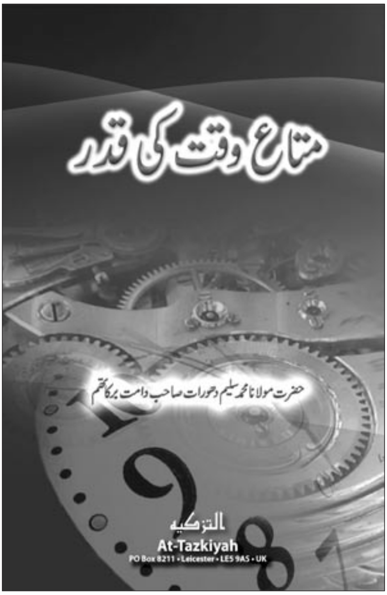
متاعِ وقت کی قدر
حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
التزکیہ
At-Tazkiyah
PO Box 8211 • Leicester • LE5 9AS • UK

دیگر مطبوعات

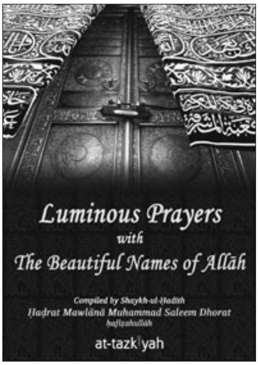

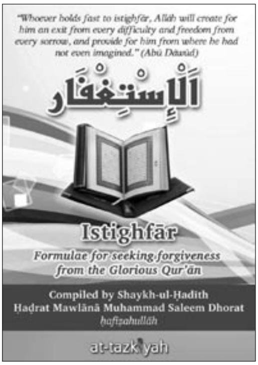

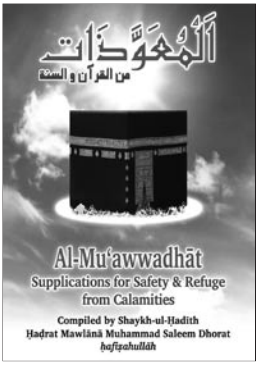

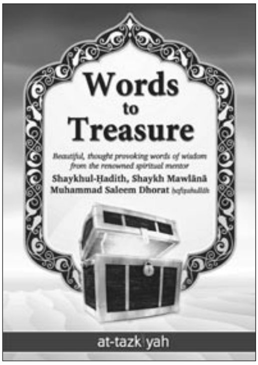

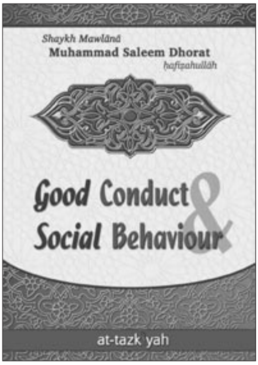

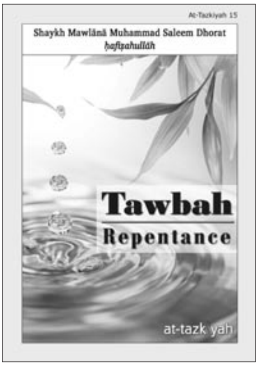

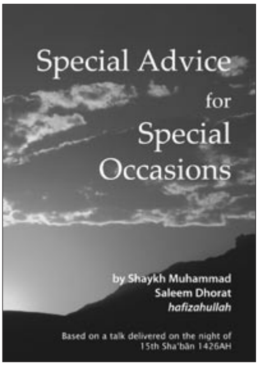

at-tazkiyah

PO Box 8211 • Leicester • LE5 9AS • UK
e-mail: publications@at-tazkiyah.com
www.at-tazkiyah.com